https://www.ashrafia.net

ماھنامہ
الاشرف
کراچی
ستمبر ۲۰۲۴ء
Reg. # MC 742
Web: www.ashrafia.net

بیادگار امام العارفین زبدۃ الصالحین حضرت غوث العالم
محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

انا خاتم النبیین لانبی بعدی
رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ
میں نبیوں میں سب سے آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (ترمذی)

تحفظ ختم نبوت
یومِ دفاع
۶ ستمبر

اہل اسلام کو
جشنِ عید میلاد النبی ﷺ
مبارک ہو

- درسِ قرآن
- درسِ حدیث
- عفو و درگزر
- تحریک تحفظِ ختم نبوت اور قائدِ اہلسنت علیہ الرحمہ
- اخلاقِ نبوی ﷺ کی ایک جھلک
- نمازِ باجماعت کا اہتمام
- تبصرہ..."دم اور تعویز کا شرعی حکم"

بانی اشرف المشائخ ابو محمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی

ماہنامہ

الاشرف

کراچی

اسلامی تعلیمات اور روحانی اقدار کا علمبردار
پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کا واحد ترجمان

اے اشرف زماں زمانہ مدد نما
درہائے بستہ را زکلید کرم کشا

ربیع الاول ۱۴۴۶ھ

ستمبر ۲۰۲۴ء جلد ۴۶ شمارہ نمبر ۹

(رجسٹرڈ نمبر MC 742)

بیاد گار بزرگان محترم

غوث العالم تارک السلطنت محبوب یزدانی حضرت مخدوم میر اوحد الدین سلطان
سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

قطب ربانی حضرت ابو مخدوم شاہ
سید محمد طاہر اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

بانی

اشرف المشائخ حضرت ابو محمد شاہ
سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ

روحانی سرپرست

قائد ملت حضرت علامہ
سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر (بھارت)

ایڈیٹر

ابوالمکرّم ڈاکٹر **سید محمد اشرف** جیلانی
سجادہ نشین
درگاہ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد، فردوس کالونی، کراچی

سب ایڈیٹر

صاحبزادہ **حکیم سید اشرف** جیلانی

فون نمبر:
0321-9258811
021-36600676

قیمت =/40 روپے
سالانہ =/400 روپے

مقامِ اشاعت
درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی، کراچی۔ 74600

نگراں انتظامی امور : سید محبوب اشرف جیلانی
مشاورت : سید اعراف اشرف جیلانی

پروف ریڈر
مولانا عرفان اشرفی
مقصود اویسی / نعمان اشرفی

ڈیزائننگ اینڈ کمپوزنگ
محمد ابراہیم اشرفی
محمد اجواد عطاری

سرکولیشن
محمد بلال اشرفی / محمد قدیر اشرفی
محمد ثاقب اشرفی

پرنٹر و پبلیشر: ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی نے الاشرف آفسٹ پرنٹنگ پریس، ناظم آباد سے چھپوا کر شائع کیا

https://www.ashrafia.net

ماہنامہ الاشرف

اس شمارے میں

حمد و نعت	پروفیسر عاصی کرنالی صاحب، جناب صبا اکبر آبادی صاحب	3
آغازِ گفتگو	ایڈیٹر	4
درسِ قرآن	حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ	7
درسِ حدیث	حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمہ	9
عفو و درگزر	ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی	11
تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت اور قائدِ اہلسنت علیہ الرحمہ	جناب ظہور الحسن بھوپالی شہید علیہ الرحمہ	13
اخلاقِ نبوی ﷺ کی ایک جھلک	ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی	22
اسلام کا معاشی نظام	جناب قاضی محمد صادق نعیمی (فاضل علومِ اسلامیہ)	24
نمازِ باجماعت کا اہتمام	حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی	27
معاشرے کی تطہیر اور ماحول کی پاکیزگی	جناب مبشر احمد عارف دہلوی مرحوم	29
شاہِ روم کے سوالات	انتخاب: مخدوم زادہ سید محبوب اشرف جیلانی	30
والدین کے ساتھ حسنِ سلوک	جناب آفتاب احمد صاحب	31
فقہی سوالات کے جوابات... (ماہِ ربیع الاوّل سے متعلق)	حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ	34
حضرت برہ، حضرت دُرّہ اور حضرت اُم الفضل رضی اللہ عنہن	سیدہ بنت حکیم سید اشرف جیلانی	37
ہڈیاں مضبوط کیسے ہوں؟	محترمہ زہرہ ناصر صاحبہ	39
تبصرہ... "دم اور تعویذ کا شرعی حکم"	ریسرچ اسکالر: سید محمد اظہار اشرف جیلانی	43
الاشرف نیوز	صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی	45

https://www.ashrafia.net

باری تعالیٰ
حمد

جناب پروفیسر عاصی کرنالی صاحب

مشت گل ہوں ، وہ خرام ناز دیتا ہے مجھے
عرش تک گنجائش پرواز دیتا ہے مجھے
کہنہ ہونے ہی نہیں دیتا میری داستاں
جب بھی لکھتا ہوں ، نیا انداز دیتا ہے مجھے
آپ ہی رکھتا ہے میرے سامنے سربستہ راز
آپ ہی توفیق کشف راز دیتا ہے مجھے
زندہ رکھتا ہے مجھے رنج و خوشی کے درمیاں
ساز دیتا ہے ، شکست ساز دیتا ہے مجھے
شب کے پردے میں مجھے کرتا ہے انجام آشنا
دن کی صورت اِک نیا آغاز دیتا ہے مجھے
جب میں لوٹ آتا ہوں دشت چارسو کو چھان کر
دل میں چھپ جاتا ہے اور آواز دیتا ہے مجھے
دور رکھتا ہے وہ عاصؔی مجھ سے ساری ذلتیں
وہ کریم اعزاز پر اعزاز دیتا ہے مجھے

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
نعتِ رسول

جناب صباؔ اکبرآبادی صاحب

دوا کا فائدہ کیا ، کیوں دوا دے
مجھے اے چارہ گر خاکِ شفاء دے
محبت ساری دنیا کی مٹا دے
الٰہی دل کو عشقِ مصطفیٰ ﷺ بنا دے
مری آنکھوں سے ہر پردہ اُٹھا دے
مرے مرشد مجھے ایسی دعا دے
وفا ہے نام سے جن کے عبادت
اُسے اب کیا کوئی دادِ وفا دے
اگر شامل نہ ہو تائید اُن کی
دھرے رہ جاتے ہیں سارے ارادے
جو چنگاری سے عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی
بھڑک اُٹھے تو جینے کا مزہ دے
صباؔ جس باغ کی خوشبو سے تجھ میں
پتا اُس کو زمانے کا بتا دے

https://www.ashrafia.net

آغازِ گفتگو

ایڈیٹر

جشنِ آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مبارک:

ربیع الاوّل شریف کا مبارک و مقدس مہینہ اپنی رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ ہم سب پر سایہ فگن ہو چکا ہے۔ جب یہ مہینہ آتا ہے تو عاشقوں کے دل کیف و سرور سے مسرور ہو جاتے ہیں۔ خوشی و مسرت لوگوں کے چہروں سے عیاں ہوتی ہے، وجہ یہ ہے کہ اس ماہِ مبارک کی ۱۲ تاریخ کو ہادیٔ سبل، فخرِ رسول مولائے کل، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نور سے اس ظلمت کدہ عالم کو منور فرمایا۔ اسی لیے عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال اس ماہِ مبارک کو بڑے جوش و خروش کے ساتھ مناتے ہیں۔ گھروں پر سبز جھنڈے لگاتے ہیں، گھروں کو سجاتے ہیں، مساجد اور خانقاہوں کو قمقموں سے روشن کرتے ہیں، پورے ملک میں بلکہ پوری دنیا میں جگہ جگہ محافل میلاد منعقد ہوتی ہیں۔ اسکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ جس میں طلبہ و طالبات حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی اوصافِ حمیدہ پر گفتگو کرتے ہیں۔ علمائے کرام اپنے اپنے علاقے کی مساجد اور دیگر مقامات پر بڑے بڑے جلسوں سے خطاب کرتے ہیں اور ان میں نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ مبارکہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ محافل نعت منعقد ہوتی ہے، ذکر و اذکار کی محافل ہوتی ہیں، لنگر تقسیم کیا جاتا ہے، کہیں سرکار کی آمد کی خوشی میں مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں۔ غرض یہ کہ ہر شخص اپنے اپنے انداز میں، اپنے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کی خوشی میں محافل میلاد کا انعقاد کرتا ہے لیکن یہاں کچھ چیزیں قابلِ غور ہیں اور وہ یہ ہیں کہ بعض اوقات ہم لوگ عقیدت و محبت میں اتنے آگے بڑھ جاتے ہیں کہ ادب کے دامن کو چھوڑ دیتے ہیں اور بعض اوقات ہمارے عمل سے ہمارے دوسرے مسلمان بھائی پریشان ہو جاتے ہیں۔

۱) مثال کے طور پر جلوسوں میں جو لنگر تقسیم کیا جاتا ہے بریانی کو تھیلیوں میں پیک کر کے لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں یہ بہت اچھا عمل ہے لیکن بعض اوقات یہی تھیلیاں اُچھال اُچھال کر پھینکتے ہیں، جس کے نتیجے میں تھیلی پھٹ جاتی ہے اور چاول زمین پر بکھر جاتے ہیں۔ اس طرح رزق کی بے ادبی ہوتی ہے

https:.//www.ashrafia.net

اس لیے ضروری ہے کہ تھیلیوں کو اُچھال کر پھینکنے کے بجائے لوگوں کے ہاتھوں میں دی جائیں اور عوام پر بھی یہ لازم ہے کہ اُس لنگر کو حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے کو دھکے نہ دیں بلکہ یہاں بھی ادب ملحوظ رکھیں۔ قطار بنا کر آئیں اور اپنا حصہ لے کر چلے جائیں۔ اس طرح رزق کی بے ادبی بھی نہیں ہوگی اور ہر ایک کو لنگر کا حصہ مل جائے گا۔

۲) محافل میلاد یا جلسے ہوں تو ان کا وقت مقرر کیا جائے کہ اتنے بجے شروع ہوگا اور فلاں وقت پر ختم ہوگا۔ وقت کی پابندی کی جائے اور وقت کے حساب سے نعت خواں حضرات بلائے جائیں اور جو مقرر ہو اُسے بھی بھرپور وقت بولنے کا دیا جائے ورنہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جلسہ تین گھنٹے پر مشتمل ہوتا ہے جس میں تلاوت کے بعد جب نعتیں شروع ہوتی ہیں تو چار یا پانچ نعت خواں حضرات کو دعوت دی جاتی ہے۔ جو دو یا ڈھائی گھنٹے تک نعت خوانی کرتے ہیں اور جب عالم دین کی تقریر کا وقت آتا ہے تو اُسے صرف آدھا گھنٹہ یا ۱۵ منٹ ملتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے یا تو صرف محفلِ نعت منعقد کی جائے جس میں نعت خواں حضرات کو بھرپور وقت دیا جائے اور اگر محفل میلاد میں نعت خوانی کروانی ہے تو صرف دو نعت خواں حضرات کو بلوایا جائے جو آدھے گھنٹے میں اپنی ثناء خوانی مکمل کرلیں اور بقیہ ایک گھنٹے کا وقت عالم دین کو خطاب کے لیے دیا جائے۔ اس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ثناء خوانی بھی ہوجائے گی اور عالم دین کو بھی مکمل بیان کرنے کا وقت ملے گا۔

محفل میلاد میں یا میلاد شریف کے جلسوں میں جب علماء کو بلائیں تو ان کو موضوع پہلے سے دے دیں تاکہ وہ اُسی موضوع پر گفتگو کریں یعنی اگر ۱۲ روزہ محافل میلاد ہیں تو ۱۲ موضوع مختلف علماء کو دیئے جائیں اور وہ ان موضوعات پر دلائل و براہین کے ساتھ بھرپور انداز میں گفتگو کریں تاکہ عوام الناس کو فائدہ پہنچے۔ الحمدللہ! کراچی میں بہت سے مقامات پر اسی طرح ہو رہا ہے لیکن جہاں ایسا نہیں ہے ان حضرات کو چاہیے کہ اپنے علاقوں میں اسی انداز سے میلاد النبی ﷺ کے جلسے منعقد کریں۔

۳) جلوس کے دوران عموماً نمازیں قضاء ہو جاتی ہیں اور جلوس میں شرکت کرنے والے نماز نہیں پڑھتے اس لیے ضروری ہے کہ جلوس کے دوران باوضو رہیں اور جب نماز کا وقت آئے فوراً جلوس روک کر نماز ادا کی جائے۔

۴) جھنڈوں پر عموماً جشنِ آمد رسول ﷺ لکھا ہوتا ہے اور جب جھنڈا کسی کے ہاتھ سے گرتا ہے تو سرکارِ دوعالم ﷺ کی نامِ مبارک کی بے ادبی ہوتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ جھنڈوں پر کلمہ شریف یا سرکارِ دوعالم ﷺ کا نامِ مبارک نہ لکھا جائے تاکہ بے ادبی نہ ہو۔ اس میں صرف **"جشنِ ولادت مبارک"** لکھ دیا جائے تو کافی ہے۔ پڑھنے والا سمجھ لے گا کہ کس کی ولادت کی مبارک باد دی جارہی ہے اور بہت سی ایسی باتیں ہیں جن پر ہمیں توجہ دینی چاہیے اور ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ربیع الاوّل شریف کو منانا چاہیے تاکہ اللہ تبارک وتعالیٰ

https:.//www.ashrafia.net

ہم پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ آمین

مبارک ثانی کیس کا فیصلہ نامنظور!!!

سب جانتے ہیں کہ مبارک ثانی کیس میں کس طرح جانب داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے قرآن وحدیث اور آئین پاکستان کی دفعات کورد کرتے ہوئے فیصلہ سنایا گیا جو کسی صورت میں بھی قابلِ قبول نہیں ہے۔ پاکستان کے آئیں میں ہے کہ:

۱) قرآن کریم کی تحریف کا جرم جو کوئی بھی کرے گا وہ مجرم ہوگا چاہے وہ غیر مسلم ہو یا مسلم، سب کے لیے ایک طرح کی سزا ہے

۲) اس کیس میں دوسرا جرم یہ ہے قادیانیوں کا اسلامی شعائر کو اپنے باطل مذہب کی تبلیغ کے لیے استعمال کرنا۔

یہ خاص طور پر قادیانیوں کے متعلق ہے کیونکہ وہ ایسا کرتے ہیں ان کے علاوہ کوئی اور غیر مسلم یعنی ہندو، عیسائی وغیرہ یہ کام نہیں کرتے، اس لیے قادیانیوں کو اسلام مخالف کاموں سے روکنے کے لیے الگ سے یہ قوانین بنائے گئے ہیں۔

۳) تیسرا جرم یہ ہے حکومت کی جانب سے پابندی شدہ کتابوں یا لیٹریچر کا چھاپنا، تقسیم کرنا یا اپنے پاس رکھنا یہ بھی جرم ہے۔ اسی طرح قرآن کی اشاعت یعنی پرنٹنگ میں کسی قسم کی تحریف کرنا یا کسی غیر مسلم کا قرآنِ کریم کو چھاپنا کیونکہ کوئی غیر مسلم قرآن کو پرنٹ نہیں کرسکتا۔ قرآن بورڈ ایکٹ 2011 اور اے۔ٹی۔اے کے تحت جرم ہے، جس کی سزا تین سے سات سال قید اور جرمانہ ہے۔

پاکستان کے آئین کے تحت یہ جرم اس کیس میں کیے گئے لیکن افسوس کہ آئین کی دفعات کو نظر انداز کرتے ہوئے فاضل جج نے فیصلہ قادیانیوں کے حق میں سنایا اور سزا دینے کے بجائے بری کر دیا۔ فیصلے کو بلا وجہ طویل کیا گیا، غیر ضروری باتیں اس میں شامل کی گئیں اور پھر مبہم انداز میں فیصلہ سنا دیا گیا۔

ہم حکومتِ پاکستان، آرمی چیف اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے جج صاحبان سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ اس کیس کو دوبارہ دیکھا جائے اور قرآن وسنت اور آئین پاکستان کے مطابق فیصلہ کیا جائے تاکہ علمائے اہلسنت اور عوامِ اہلسنت میں جو بے چینی، بے قراری اور غم وغصہ پیدا ہوا ہے وہ دور ہو جائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں عدل وانصاف کے ساتھ قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

خاک پائے مخدوم سمنانی

فقیر ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی

سجادہ نشین درگاہ عالیہ اشرفیہ، فردوس کالونی، کراچی

https://www.ashrafia.net

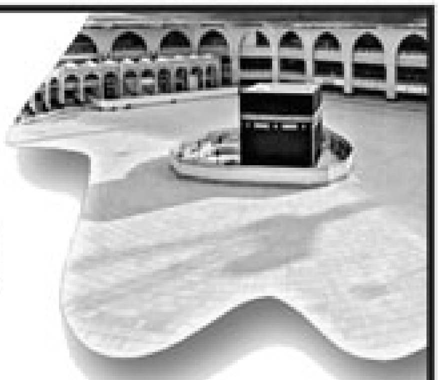

درسِ قرآن

حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

پارہ نمبر ۶ سورۃ المآئدہ آیت نمبر: ۶۱ تا ۶۳

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

وَاِذَا جَآءُوۡكُمۡ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوۡا بِالۡكُفۡرِ وَهُمۡ قَدۡ خَرَجُوۡا بِهٖ‌ؕ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا كَانُوۡا يَكۡتُمُوۡنَ (۶۱) وَتَرٰى كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ يُسَارِعُوۡنَ فِى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ وَاَكۡلِهِمُ السُّحۡتَ‌ؕ لَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ (۶۲) لَوۡلَا يَنۡهٰٮهُمُ الرَّبَّانِيُّوۡنَ وَالۡاَحۡبَارُ عَنۡ قَوۡلِهِمُ الۡاِثۡمَ وَاَكۡلِهِمُ السُّحۡتَ‌ؕ لَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا يَصۡنَعُوۡنَ (۶۳)

ترجمہ:

اور جب آئیں تمہارے پاس تو کہتے ہیں ایمان لائے ہم اور وہ آتے وقت بھی کافر تھے اور جاتے وقت بھی کافر اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ چھپا رہے ہیں اور تم دیکھو گے بہتوں کو ان میں سے دوڑتے ہیں، گناہ میں اور زیادتی میں اور حرام خوری میں بے شک بہت برے کام کرتے ہیں، انہیں کیوں منع نہیں کرتے درویش اور پادری گناہ کی بات سے اور حرام خواری سے بے شک بہت ہی برے کام کر رہے ہیں۔

شانِ نزول:

وَاِذَا جَآءُوۡكُمۡ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا .... بِمَا كَانُوۡا يَكۡتُمُوۡنَ (۶۱)

حضرت امام قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیتِ کریمہ یہودیوں کی ایک جماعت کے لیے نازل ہوئی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان و اخلاص کا اظہار کرتے اور اپنے کفر و ضلال کو مخفی کر کے واپس جاتے، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وحی کے ذریعہ ان کی بد باطنی منکشف فرمائی اور بتا دیا کہ یہ آتے وقت بھی کافر ہی تھے اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت سے رخصت ہوتے ہوئے بھی بے ایمان ہی تھے۔ ان کا زبانی اقرار محض دھوکہ اور فریب ہے (روح المعانی)

مسلمان ان سے دھوکہ کھا کر نقصان نہ اُٹھائیں اور ہوشیار رہیں

وَتَرٰى كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ يُسَارِعُوۡنَ ...... لَبِئۡسَ مَا كَانُوۡا يَصۡنَعُوۡنَ (۶۳)

ترٰی حضور جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ مبارک ہر ظاہر و باطن چیز کو ملاحظہ فرماتی تھی۔ کثیر سے مراد یہود کے علماء ہیں، جن کا کفر پر مرنا علمِ الٰہی میں آچکا ہے۔

https:.//www.ashrafia.net

يُسٰرِعُوْنَ. والمسارعة مبادرة الشئي بسرعة وايثار مسارعت کے معنی مبادرت کسی چیز کی سرعت و ایثار سے ہے، والمراد بالاثم الحرام وقیل الکذب اثم سے مراد حرام اور جھوٹ ہے وقیل المراد الکفر ایک قول یہ ہے کہ اثم کے معنی کفر کے ہیں یعنی گناہ کفر ونفاق۔

والمراد بالعدوان الظلم او مجاوزۃ الحد فی المعاصی وقیل الاثم مایختص بھم و العدوان مایتعدی الی غیرھم

اور عدوان سے مراد ظلم ہے یا حد سے متجاوز ہو کر عصیان میں پڑنا اور ایک قول یہ ہے کہ اثم وہ ہے کہ مختص بذات فاعل ہو اور عدوان وہ ہے جو کرنے والے سے متجاوز ہو کر غیر تک اپنا فتنہ پہنچائے۔

واکلھم السحت میں سحت کے ماتحت ہے ای الحرام مطلقا وقال الحسن الرشوۃ فی الحکم والتنصیص سحت سے حرام مطلق مراد ہے اور حسن فرماتے ہیں: اس سے مراد رشوت ہے مزید توضیح اس سے قبل رکوع ششم سورۃ المائدہ میں گزر چکی ہے۔

اور ربانیون واحبار کی تشریح میں فرماتے ہیں: قال الحسن الربانیون علماء الانجیل و الاحبار علماء التوزته

وتری کثیرا منھم یعنی یہودیوں میں اکثر کو آپ دیکھیں گے گناہ میں مسارعت کرنے والا اور گناہ ہر معصیت کو کہتے ہیں بعض مفسرین اس طرف گئے کہ گناہِ یہود یہ تھا کہ وہ تورات کے مضامین کو چھپاتے اور اس سے سیدِ عالم ﷺ کے جو اوصاف ومحاسن تھے۔ انہیں مخفی کرنا اور عدوان وزیادتی سے تورات کے اندر اپنی طرف سے اپنی خواہش کے مطابق گھٹا بڑھا دینا اور رشوتیں لے کر حرام خوری میں پڑنا مراد ہے۔

(خازن)

اور ربانیین اور احباران سب باتوں کو دیکھتے ہوئے لبوں پر مہر خاموشی لگائے ہوئے بیٹھے ہوتے تھے، جو ان کے فرض منصبی کے خلاف تھا، اس لیے ان پر توبیخاً (سرزنش) ارشاد ہوا، اس سے یہ مستفاد ہوا کہ علماء کے ذمہ نصیحت کرنا بدی سے روکنا واجب ہے۔

کما قالہ علیہ السلام اذا رای منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ ولیس وراء ذلک حبۃ خردل من الایمان اور الساکت عن الحق شیطان اخرس دونوں حدیثوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ منکر وممنوع فعل دیکھ کر ہاتھ سے روکا جائے اگر اس کی قوت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں برا سمجھے اور اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر بھی دل میں ایمان نہیں۔ دوسری حدیث میں فرمایا: حق گوئی سے سکوت کرنے والا گونگا شیطان ہے اور یہ سکوت وخاموشی علماء کے لیے بمنزلہ اثم وگناہ ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی

قصہ مختصر

https:.//www.ashrafia.net

درسِ حدیث

حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ

الفصل الثانی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَاءِ يَكُوْنُ فِي الْفَلَاةِ مِنَ الْاَرْضِ وَمَا يَنُوْبُهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسِّبَاعِ فَقَالَ اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلِ الْخَبَثَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ اُخْرٰى لِاَبِيْ دَاوٗدَ فَاِنَّهٗ لَا يَنْجُسُ۔

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قِيْلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وَهِيَ بِئْرٌ تُلْقٰى فِيْهِ الْحِيَضُ وَلُحُمُ الْكِلَابِ وَالنَّتْنُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَاءَ طُهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهٗ شَيْءٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

ترجمہ: **دوسری فصل**

روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پانی کے بارے میں پوچھا گیا: جو میدانی زمین میں ہو اور اس پر چوپائے اور درندے آتے ہوں، فرمایا: جب پانی دو قلے ہو تو گندگی کو نہیں اٹھاتا۔

(احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، دارمی، ابن ماجہ)

ابوداؤد کی دوسری روایت میں ہے کہ وہ نجس نہیں ہوتا (۱)

روایت ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم بضاعہ کنویں سے وضو کریں (۲) وہ ایسا کنواں تھا جس میں حیض کے لتے، کتوں کے گوشت اور گندگیاں ڈالے جاتے تھے (۳) تو رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: وہ پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی (۴) (احمد، ترمذی، ابوداؤد و نسائی)

شرح:

(۱) یہ حدیث امام شافعی علیہ الرحمہ کی دلیل ہے کہ دو مٹکے پانی گندگی پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا، مٹکوں سے ہجر کے مٹکے مراد لیتے ہیں جو ڈھائی مشک کا ہوتا ہے اور شرعی پچاس من کا۔ روافض بھی یہی کہتے ہیں، ہمارے امام اعظم علیہ الرحمہ اس حدیث پر گفتگو فرماتے ہیں: ایک یہ کہ حدیث صحیح نہیں حتی کہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاد علی ابن مدینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ دوسرے یہ کہ حدیث اجماع صحابہ کے خلاف ہے کہ ایک بار چاہ زمزم میں ایک حبشی

https:.//www.ashrafia.net

گر کر مر گیا تو حضرت ابن عباس و ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے تمام صحابہ کی موجودگی میں کنواں پاک کرنے کا حکم دیا، کسی نے انکار نہ کیا حالانکہ چاہ زمزم میں ہزاروں قلے پانی تھا۔ تیسرے یہ کہ لفظ قلہ مشترک ہے جس کے بہت معانی ہیں۔ چنانچہ پہاڑ کی چوٹی، اونٹ کا کوہان، سر کی کھوپڑی، بڑے مٹکے سب کو قلہ کہا جاتا ہے۔ پھر مٹکے کی مقدار حدیث میں معین نہیں، اتنے اجمال کے ہوتے ہوئے اس حدیث پر عمل کیوں کر کیا جاتا ہے چوتھے یہ کہ یہ حدیث امام شافعی علیہ الرحمہ کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ: اگر قلتین میں اتنی گندگی گر جائے جس سے پانی کی بو، مزہ یا رنگ بدل جائے تو پانی نجس ہو جاتا ہے، مگر اس حدیث کے اطلاق سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی نجس نہیں ہوتا۔ پانچواں یہ کہ یہ حدیث اس معنی سے دوسری احادیث صحیحہ کے سخت خلاف ہوگی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ٹھہرے پانی میں پیشاب نہ کرو، نیز ارشاد فرمایا کہ: جب کتا پانی کے برتن میں منہ ڈال دے تو پانی ناپاک اور برتن بھی پلید ہو گیا۔ ان دونوں حدیثوں میں قلتین کا استثناء نہیں کیا گیا۔ چھٹے یہ کہ لَمْ یَحْمِلِ کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ قلتین میں پانی نجاست کو برداشت نہیں کرتا، یعنی نجس ہو جاتا ہے، رب فرماتا ہے: مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا عرف میں کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص صدمہ نہیں اُٹھا سکتا۔ ساتویں یہ کہ اس حدیث کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جب جاری پانی کو دو انسانوں کے قد کے برابر بہنے کا موقع مل جائے تو گندگی پڑنے سے ناپاک نہیں ہوگا، وہ ماء جاری ہے اس کی طرح کہ ایک گڑھے سے پانی آرہا ہے دوسرے میں گر رہا ہے، دونوں گڑھوں کے درمیان دو قد انسانی قریباً دس فٹ کا فاصلہ ہے تو چونکہ یہ پانی جاری ہے لہٰذا گندگی سے ناپاک نہ ہوگا۔ اس صورت میں حدیث پر کوئی اعتراض نہ پڑے گا، لہٰذا مذہب امام اعظم علیہ الرحمہ نہایت قوی ہے۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب "جاء الحق" حصہ دوم میں دیکھو۔

(۲) یہ کنواں مدینہ منورہ محلہ بنی ساعدہ میں واقع ہے، بنی ساعدہ خزرج کا ایک قبیلہ ہے۔ فقیر نے اس کنوئیں کی زیارت بھی کی ہے اور اس کا پانی بھی پیا ہے (۳) یعنی یہ کنواں گویا مدفون کوڑی تھا کہ مدینہ کی گلیاں و کوچے صاف کر کے کوڑا کرکٹ وہاں ڈال دیا تھا جیسے ہمارے ہاں بھی ایسے گڑھے دیکھے گئے ہیں (۴) اَلْمَاءُ میں الف لام عہدی ہے یعنی یہ پانی پاک ہے ان گندگیوں سے ناپاک نہیں ہوتا۔ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک تو اس لیے کہ وہ پانی قلتین سے زیادہ تھا، امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اس لیے کہ وہ پانی جاری تھا یعنی مدفون نہر پر یہ کنواں واقع تھا جیسا کہ مکہ مکرمہ میں نہر زبیدہ پر اور مدینہ طیبہ میں نہر زرقاء پر تمام کنوئیں ہیں، جو بظاہر کنوئیں معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت میں دبی ہوئی نہر، امام اعظم علیہ الرحمہ کا قول قوی ہے کیونکہ قلتین تو کیا سینکڑوں قلے پانی اتنی گندگی پڑنے سے بگڑ جائے گا، ہمارے کنوئیں میں اگر ایک بلی پھول پھٹ جائے تو پانی سڑ جاتا ہے۔.........(بقیہ صفحہ نمبر: ۱۲)

https:.//www.ashrafia.net

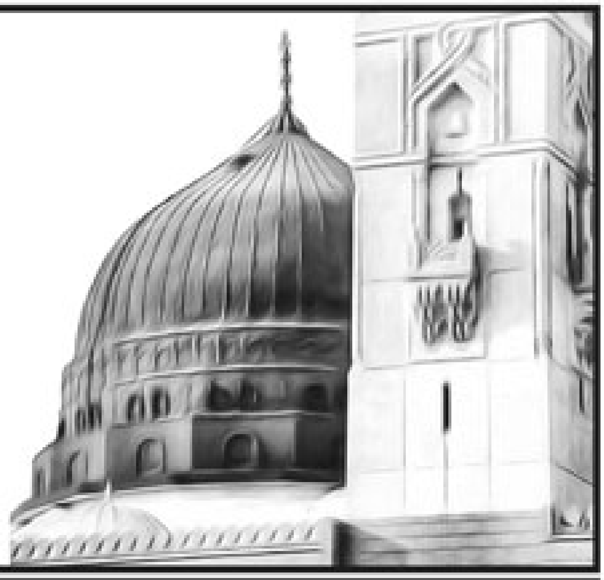

گوشۂ سیرت

عفو و درگزر

ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی

نشری تقریریں: حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی کی یہ تقریر ریڈیو پاکستان سے صبح کی نشریات میں نشر ہوئی۔ (ادارہ)

آج ہماری گفتگو کا عنوان **"عفو و درگزر"** ہے۔ حسن اخلاق کی صفات میں عفو و درگزر ایک ایسی صفت ہے، جو انسان کو ہر دلعزیز بنا دیتی ہے۔ دشمن کو دوست بنا دیتی ہے اور غیروں کو اپنا کر دیتی ہے۔ عفو و درگزر کے معنی معاف کر دینا یعنی کوئی اگر آپ کے ساتھ زیادتی کرے یا کسی قسم کی برائی کرے تو آپ اس برائی کا جواب برائی سے دینے کے بجائے عفو و درگزر سے کام لیتے ہوئے اسے معاف کر دیں کیونکہ اگر آپ برائی کا جواب برائی سے دیں گے تو اس میں اور آپ میں کوئی فرق نہیں ہوگا، دونوں ایک جیسے ہو جائیں گے لیکن اگر آپ اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عفو و درگزر سے کام لیتے ہوئے معاف کر دیں تو یہ بہت اعلیٰ صفت ہوگی۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات والا صفات میں یہ صفت بدرجہ اتم موجود تھی۔ کافروں نے آپ کو بے حد تنگ کیا، آپ کی راہ میں کانٹے بچھائے، گالیاں دیں، بُرا بھلا کہا، سنگ باری کی، نماز کے دوران سجدے کی حالت میں اُونٹ کی اوجھڑی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت مبارک پر ڈالی اور جنگِ اُحد میں تو ظلم کی انتہاء کر دی کہ آپ ﷺ پر سنگ باری کی جس سے دندانِ مبارک شہید ہو گئے اور جسم اقدس لہولہان ہو گیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تیروں کی بارش کی، آپ ﷺ کے صحابہ چاروں طرف کھڑے ہو گئے، کفار مسلسل تیر برساتے رہے اور وہ جانثار صحابہ اپنے سینوں پر تیر کھاتے رہے، اس طرح سات صحابہ نے جامِ شہادت نوش کیا لیکن تیر جانِ عالم ﷺ تک پہنچنے نہیں دیا۔ ان کی کوشش تھی کہ آج حبیبِ خدا ﷺ کو معاذ اللہ ختم کر دیا جائے، لیکن مارنے والے سے بچانے والا زیادہ زبردست تھا، اس نے اپنے حبیبِ پاک ﷺ کو محفوظ رکھا۔ سرکارِ دو عالم ﷺ کے صحابہ کو بے دردی سے شہید کیا گیا غرضیکہ کون سا ظلم تھا جو آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر نہیں کیا گیا لیکن تاریخ شاہد ہے کہ

جب فتح مکہ ہوا اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ فاتحانہ شان سے مکہ میں داخل ہوئے تو اللہ اکبر کی صداؤں سے مکے کی پہاڑیاں گونج اُٹھیں، کفار اپنے گھروں میں چھپ گئے ان کو یقین تھا کہ آج مسلمان ان کا قتلِ عام کریں گے اور اس ظلم وستم کا بدلہ لیں گے، جو ان پر کیے گئے تھے۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ: میں نے انہیں گالیاں دیں تھیں، کوئی کہہ رہا تھا کہ: میں نے ان پر سنگ باری کی تھی، کوئی کہہ رہا تھا کہ: میں نے ان کے صحابہ کو قتل کیا تھا، غرضیکہ ہر کوئی اپنا جرم اور ظلم یاد کر کے ڈر رہا تھا کہ اب دیکھیں اس کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ آج محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے صحابہ ہم پر غالب آچکے ہیں، انہوں نے مکہ فتح کر لیا ہے، اب وہ یقیناً ہم سے بدلہ لیں گے اور یہ حقیقت ہے کہ جب کوئی فاتح بن کر کسی شہر میں داخل ہوتا ہے تو اس شہر کے باشندوں کا قتلِ عام کرتا ہے اور اُسے تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ کافر تو یہی سوچ رہے تھے کہ اب دیکھو ہمارے ساتھ کیا سلوک ہوگا؟ لیکن اسی دوران فضاء میں ایک آواز بلند ہوئی: لاتثریب علیکم الیوم **”آج کے دن تم سے کوئی مواخذہ نہیں، کسی کو قتل نہیں کیا جائے گا، مکہ کی گلیوں میں کسی کا خون نہیں بہایا جائے گا، آج تم سب آزاد ہو، آج امن کا دن ہے، جو تلوار رکھ دے اُس کے لیے امان ہے، جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے اس کے لیے امان ہے، جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے لے اس کے لیے امان ہے“**۔ امان! امان! کی ایسی صدا بلند ہوئی کہ ہر طرف امن ہو گیا۔ حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عام معافی کا اعلان کر دیا۔ قاتلوں کو معاف کر دیا، پتھر برسانے والوں کو معاف کر دیا، زیادتی کرنے والوں کو معاف کر دیا، کافروں نے جب آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عفو و درگزر دیکھا تو سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر کے ساتھ ساتھ دلوں کو بھی فتح کر لیا عفو و درگزر کی ایسی شاندار مثال تاریخ انسانیت میں کہیں نہیں مل سکتی۔ اگر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہ کرتے تو مکہ میں قتلِ عام ہوتا، ہر طرف خون ہوتا، ہر طرف ہنگامہ ہوتا اور ان میں سے کوئی ایک بھی مسلمان نہیں ہوتا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل سے کایہ پلٹ گئی۔ جو لوگ اسلام کے دشمن تھے اس عفو و درگزر کو دیکھتے ہوئے دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے عفو و درگزر سے کام لینے کی توفیق عطا فرمائے اور ایک دوسرے کے ساتھ صلہ رحمی اور آپس میں خلوص و محبت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

....✸....

بقیہ ”درسِ حدیث“

لہٰذا یہ حدیث امام شافعی علیہ الرحمہ کے خلاف ہوگی۔ ہاں جاری پانی چونکہ سب کچھ بہا کر لے جائے گا، اس لیے کہ اس کے ناپاک ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب بھی بیر بضاعہ وغیرہ میں جھانک کر دیکھو تو پانی بہتا ہوا نظر آتا ہے۔

https://www.ashrafia.net

تاریخ

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت
اور
قائد اہلسنت
حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ

تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

جناب ظہور الحسن بھوپالی شہید علیہ الرحمہ

قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوانا در حقیقت علمائے اہلسنت ہی کا کارنامہ ہے۔ جنہوں نے اس مقصد کے لیے ۱۹۵۳ء میں **''تحریکِ ختمِ نبوت''** چلائی۔ تحریک کے سرخیل حضرت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ تھے۔ تمام علمائے اہلسنت نے ان کی معیت میں اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ حضرت علامہ ابو الحسنات علیہ الرحمہ کے صاحبزادے حضرت علامہ سید خلیل احمد قادری اشرفی علیہ الرحمہ اور مجاہدِ ملّت حضرت علامہ عبد الستار خان نیازی علیہ الرحمہ کو سزائے موت بھی سنائی گئی لیکن ان کے پایہ ثبات میں ذرا برابر بھی لغزش نہ آئی بلکہ وہ اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے اور بالآخر ان کی قربانیاں رنگ لائیں اور **۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانی غیر مسلم قرار دیے گئے**۔ زیرِ نظر مضمون محترم جناب ظہور الحسن بھوپالی شہید علیہ الرحمہ نے غالباً ۱۹۷۵ء میں تحریر کیا تھا۔ مضمون حقائق اور مشاہدات پر مشتمل ہے، اسی لیے اس کی افادیت کے پیشِ نظر اس کو شائع کیا جا رہا ہے۔ اس مضمون کو پڑھ کر آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ علمائے اہلسنت نے کتنے عرصے پہلے اس مقصد کے لیے بڑی جدوجہد شروع کی اور دیگر مسالک کے لوگ جو آج میڈیا سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوانے کا سہرا اپنے اکابرین کے سر باندھتے ہیں، وہ اس معاملے میں کتنے سچے ہیں۔ (ایڈیٹر)

یہ کوئی ۱۹۶۸ء کے اواخر کی یا ۱۹۶۹ء کے اوائل کا ذکر ہے، میں روزنامہ ''جنگ'' میں بحیثیت رپورٹر کے کام کر رہا تھا۔ ایک دن دفتر میں جماعت اہلسنت کی جانب سے بعد نمازِ جمعہ نور مسجد (جوبلی، کراچی) میں ایک تبلیغی جلسہ کا دعوت نامہ موصول ہوا یہ وہی نور مسجد ہے جہاں ایک عرصہ تک حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں۔

جلسہ گاہ میں پہنچنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ آج کے خصوصی مقرر ممتاز مبلغ اسلام حضرت شاہ عبد العلیم صدیقی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ ہیں، جو حال ہی میں بیرونی تبلیغی دورے سے واپس آئے ہیں۔ مولانا نورانی علیہ الرحمہ نے اپنی تقریر آخر میں کی لیکن جیسے جیسے تقریر میں زورِ خطابت پیدا ہوتا گیا۔ میں نے لکھنا چھوڑ کر حیرت و

https:.//www.ashrafia.net

استعجاب سے ان کے انکشافات جو کم از کم میرے لیے انکشافات ہی تھے سننا شروع کر دیئے۔ مولانا نے کہا کہ:

''اس وقت عالم اسلام کا سب سے زیادہ سنگین اور عظیم خطرہ قادیانی ہیں۔ جو یہودی صیہونیت کے ساتھ مل کر اسلام کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ میں جہاں جہاں بھی گیا قادیانیوں کو اپنی بھرپور فتنہ سامانیوں اور بے شمار وسائل کے ساتھ موجود پایا، میں نے دنیا کے مختلف علاقوں میں مقدور بھر اس فتنہ کا مقابلہ کیا اور بعض مناظروں میں انہیں عبرتناک شکستیں دیں لیکن یہ فتنہ اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتا جب تک کہ پوری پاکستانی قوم اس کا مقابلہ نہ کرے اور اسے پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار نہ دیا جائے''۔ مولانا نورانی نے فرمایا کہ: ''حکومت پاکستان تبلیغ کے سلسلے میں جو بیرونی زرمبادلہ دیتی ہے، اس کا ۷۵ فیصد قادیانیوں کو جاتا ہے۔ ان قادیانیوں نے اسرائیل کے شہروں حیفہ اور تل ابیب میں اپنے مراکز بنا رہے ہیں اور پاکستان کے اسرائیل سے سفارتی تعلقات نہیں لیکن پاکستانی قادیانی اسرائیل جب چاہیں جا سکتے ہیں''۔

بعدازاں مولانا نے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ قادیانی کس طرح اسلام کے نام پر یورپ، افریقہ اور امریکہ میں اپنا جال پھیلا رہے ہیں اور ان کا زیادہ تر نشانہ غیر مسلموں کے بجائے بھولے بھالے مسلمان ہیں۔

مولانا نے جو تفصیلات بیان کیں وہ میرے لیے ہی نہیں بلکہ اجتماع میں موجود بہت سے افراد کے لیے نئی تھیں۔ قادیانیوں کے بارے میں اپنے علماء سے میں پہلے بھی بہت کچھ سنتا آیا تھا لیکن مولانا جو کچھ کہہ رہے تھے وہ ان کا ذاتی مشاہدہ تھا اور ان کے انداز سے یہ صاف محسوس ہو رہا تھا کہ شاید وہ اس دور میں پاکستان اور اسلام کا سب سے بڑا دشمن اوّل قادیانیوں کو سمجھتے ہیں مجھے اپنی لاعلمی کا اعتراف ہے لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ ہماری نسل کے بہت سے لوگوں کو ۱۹۷۰ء کے انتخابات سے قبل اور اہلسنت علماء کے سیاست میں آنے سے پہلے ۱۹۵۳ء کی ختمِ نبوتِ تحریک کے دوران اپنے علماء کے کردار کے بارے میں بھرپور آگہی نہ تھی۔ جن لوگوں کا اس ملک میں تشہیری ذرائع پر قبضہ رہا۔ انہوں نے ان ذرائع اور اپنے سرمایہ کے ذریعہ پوری تحریکِ ختم نبوت کا مرکز اور محور کچھ اور افراد ہی کو بنا دیا ہے۔ مجھے بَرملا اس بات کا اعتراف ہے کہ کالج کے زمانے میں خود میں اس بنیادی حقیقت سے بھی آگاہ نہیں تھا کہ تحریک ختم نبوت میں مولانا مودودی کے علاوہ بھی کسی اور قائد کو سزائے موت سنائی گئی تھی۔

۱۹۶۷ء میں جب ایم۔اے جرنلزم کی تھیسس کے سلسلے میں مجھے ''تاریخ روزنامہ جنگ'' ترتیب دینے کے لیے کام کا موقع ملا اور ۱۹۵۲ء تا ۱۹۵۳ء کے اخبارات نظر سے گزرے تو معلوم ہوا کہ اس تحریک کے رہنما اور سرخیل اس وقت کی مجلس عمل کے سربراہ حضرت مولانا ابوالحسنات صاحب علیہ الرحمہ تھے اور جب سزائے موت ہوئی تو اس میں ہمارے دو رہنماؤں مولانا عبدالستار خاں نیازی اور مولانا مفتی خلیل صاحب کو بھی

https:.//www.ashrafia.net

پھانسی تجویز ہوئی اور شیخ المشائخ حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی نے تحریک کو گھر گھر پہنچانے کے لیے طوفانی دورے کیے۔ بے شمار علماء اہلسنت پس دیوارِ زنداں کر دیئے گئے۔ یہ دوسری بات ہے کہ بعدازاں ان کی خدمات جلیلہ کی تشہیر کو نہ تو خود انہوں نے پسند کیا اور نہ ہی اہلسنت کی پسماندگی اور وسائل سے محرومی کے باعث اس ضمن میں کوئی مناسب کام کیا جاسکا۔

بات کہاں سے کہاں جانکلی ۱۹۵۳ء کی ختمِ نبوت کی تحریک میرا موضوع نہیں اور ظاہر ہے کہ مقتدر علماء اور خصوصاً اہل پنجاب اس تحریک کے بارے میں مجھ سے کہیں زیادہ جانتے ہیں اور اس پر بہتر روشنی ڈال سکتے ہیں میں تو دراصل اپنی بعض یاد داشتوں کو تحریر کرنے کی کوشش کر رہا ہوں تاکہ پاکستان میں استعماریت کے کماشتوں کے خلاف حالیہ تحریک کا صحیح اور حقیقی پس منظر اُجاگر کیا جاسکے اور عوام کو یہ معلوم ہو سکے کہ وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے بڑی ثابت قدمی اور مستقل مزاجی سے اس خطرے کی صحیح نشاندہی کی ہے اور کیونکہ اس دوران حالات نے مجھے قائدِ اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کے قریب کر دیا، اس لیے کوشش یہ کروں گا کہ پوری دیانت داری کے ساتھ خصوصیت سے ان اہم مواقعوں کا ذکر کروں جب اس فتنہ کی توجہ پوری قوت کے ساتھ اربابِ حل وعقد کو دلائی گئی۔ اس موقع پر اگر ٹوبہ سنی کانفرنس کا ذکر نہ کیا جائے تو شاید ناانصافی ہوگی۔

۱۴ ر جون ۱۹۷۰ء کو دارالسلام (ٹوبہ) کے میدان میں جو عظیم اجتماع ہوا، اس میں بھی مجھے ایک صحافی کی حیثیت سے شرکت کا موقع ملا اور اس کانفرنس میں شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں کا جوش وجذبہ اور تاحدِ نگاہ انسانی سروں کا ہجوم میں کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔ میں نے صحافی کی حیثیت سے کراچی میں بڑے بڑے جلسے کور کیے ہیں۔ جن میں شیخ مجیب الرحمن کا نشتر پارک میں جلسہ، جناب ذوالفقار علی بھٹو کے کورنگی اور ملیر کے جلسے اور پھر جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام بعدازاں بہت بڑے بڑے اور تاریخی اجتماعات سے خطاب بھی کیا ہے مگر جو جوش اور جو مظاہرہ دارالسلام کے میدان میں دیکھنے میں آیا وہ انمٹ ناقابل فراموش اور تاریخی سرمایہ ہے۔ اس اجتماع میں پہلی بار جمعیت علماء پاکستان نے انتخابات میں حصہ لینے کے فیصلے کا اعلان کیا اور شیخ طریقت شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی جمعیت کی سیاسی زندگی میں آمد کے بعد پہلے صدر اور علامہ محمود احمد رضوی جنرل سیکٹری منتخب ہوئے۔ کانفرنس میں جمعیت کا جو منشور جاری کیا گیا اس میں بنیادی نکتہ یہی تھا کہ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نفاذ اور مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ۔ مقررین نے اعلان کیا کہ مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ سے ہمارا مقصد جھوٹی نبوتوں کا خاتمہ ہے۔ اس ضمن میں اس عظیم الشان اجتماع میں مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور انہیں کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔

سچی بات یہ ہے کہ ایک سیاسی جماعت کے ابتدائی منشور اور دستور کی حیثیت سے اس مسئلہ کا شامل کرنا، اس کا اعلان کیا جانا

https:.//www.ashrafia.net

اور اس کا پورے زور شور سے مطالبہ کرنا یہ میرے لیے پہلا تجربہ تھا کیونکہ میں نے انتخابات سے قبل تقریباً ہر سیاسی جماعت کے جلسے سنے ہیں اور ان کے رہنماؤں کی پریس کانفرنسیں اخبار جنگ کے لیے کور کی ہیں مگر کسی سیاسی جماعت کے منشور اور بنیادی مطالبہ میں اس نکتہ کو شامل نہیں پایا۔

پھر حالات نے مجھے جمعیت علماء پاکستان کی جانب سے صوبائی اسمبلی کا اُمیدوار بنا دیا۔ انتخابی جلسوں میں بھی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جانا اور انہیں کلیدی عہدوں سے ہٹانا ہمارا مطالبہ رہا اور شاید ہی کوئی جلسہ ہو جس میں ہمارے قائدین نے عزم نہ دہرایا ہو کہ سیاسی میدان میں آنے کے بعد ان کا سب سے بنیادی مقصد مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کی جدو جہد ہوگا اور قادیانیوں کی وطن دشمن سرگرمیوں پر قدغن لگائی جائے گی انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے گا۔

اس جدو جہد کی داستان طویل ہے اور اگر میں ان تمام معاملات کا احاطہ کروں جو اس امر کا مظہر ہیں کہ سیاست میں آمد کے بعد جب اور جہاں موقع ملا۔ جمعیت علماء پاکستان کی قیادت وہ واحد قیادت ہے جس نے قادیانیوں اور مرزائیوں کی نقاب کشائی کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا تو گفتگو بڑی طویل ہو جائے گی۔ میں صرف اُن اہم واقعات کا سرسری ذکر کر رہا ہوں جو تاریخ پاکستان کا ایک حصہ بن چکے ہیں اور جن کا میں ذاتی طور پر گواہ ہوں۔

مولانا شاہ احمد نورانی اور پروفیسر شاہ فرید الحق کے ساتھ مجھے بھی ۳۰ رجنوری ۱۹۷۱ء کو شیخ مجیب الرحمن سے ڈھاکہ میں ملاقات کا موقع ملا ہے، اس ملاقات میں جو سیاسی اور دستوری معاملات زیر بحث آئے انہیں کسی اور وقت کے تذکرہ کے لیے چھوڑ کر میں صرف اس گفتگو کا حوالہ دے رہا ہوں جو خالصتاً مرزائیوں کے بارے میں ہوئی۔ اس موقع پر مولانا شاہ احمد نورانی نے شیخ مجیب الرحمن سے فرمایا کہ: ’’ہماری جانب سے ایک اہم مطالبہ یہ بھی ہوگا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور انہیں کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے اس پر آپ کا کیا طرزِ عمل ہے؟‘‘

مجیب الرحمن نے جواب دیا: ’’دیکھیے قادیانیوں کا فتنہ آپ کے علاقہ ہی کا پروردہ ہے ہمارے یہاں ڈھاکہ میں انہوں نے ایک مشن قائم کیا تھا۔ جسے مسلمانوں کے دباؤ اور مظاہرہ کے باعث وہ خود ہی ختم کرنے پر مجبور ہو گئے ہم نے اس فتنہ کو کہیں بھی سر نہیں اٹھانے دیا۔ آپ دیکھیے ایم۔ ایم۔ احمد ڈھاکہ میں مارا مارا پھر رہا ہے یہاں پر اس کا کوئی کام نہیں کوئی مقصد نہیں۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مشرقی پاکستان میں یہ (قادیانی) جانور نہیں ملتا‘‘۔

بعد ازاں شیخ مجیب سے ملاقات کے بعد جب ہم ہوٹل شاہ باغ پہنچے تو مولانا شاہ احمد نورانی ہوٹل ہی میں ٹھہر گئے اور ہم لوگ ڈھاکہ گھومنے نکل گئے۔ رات کے بارہ بجے واپسی ہوئی تو مولانا شاہ احمد نورانی کے کمرے میں روشنی ہو رہی تھی۔ ہم نے یہ سوچا کہ وہ مطالعہ میں مصروف ہیں اس لیے ہم اپنے اپنے کمروں میں سو گئے۔ صبح جب ناشتے کی میز پر مولانا سے

https://www.ashrafia.net

ملاقات ہوئی تو ان کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں جیسے وہ رات بھر نہ سو سکے ہوں۔ ناشتہ کے دوران وہ متفکر اور خاموش ہی رہے جب ہم نے ان سے خاموشی اور فکر کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ: ''**مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ اب مشرقی پاکستان نہیں بچ سکتا۔ قادیانی صرف اس لیے پاکستان توڑنے کی سازش کر رہے ہیں کہ مشرقی پاکستان میں ان کے قدم نہیں جم سکے ہیں اور صرف مغربی پاکستان اگر رہ جائے تو وہ سمجھتے ہیں کہ قادیانی اسٹیٹ کے قیام کے سلسلے میں ان کے عزائم زیادہ آسانی سے پورے ہو سکتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حکومت پوری طرح ان کا آلہ کار بن چکی ہے**''۔ مولانا بڑی دیر تک اس موضوع پر گفتگو کرتے رہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ذہن اس بات کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھا کہ پاکستان ٹوٹ بھی سکتا ہے۔ اس گفتگو سے یہ ضرور ہوا کہ فضاء سوگوار ہوگئی اور دل انجانے خطروں سے دھڑکنے لگا۔

۲۸ر فروری ۱۹۷۱ء کو مجھے مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، پروفیسر شاہ فرید الحق اور مولانا محمد حسن حقانی کے ساتھ کراچی کے ایوان صدر میں صدر یحییٰ خان سے ملاقات کا موقع ملا۔ گفتگو میں قادیانیوں اور مرزائیوں کا ذکر ذرا زیادہ ہی تفصیل سے ہوا۔

مولانا نے اس موقع پر انگریزی میں گفتگو کی انہوں نے کہا:

''جناب صدر! کیا آپ کو معلوم ہے کہ قادیانی مسلمانوں سے علیحدہ حیثیت رکھتے ہیں اور ان کا مشن اسرائیل میں کام کر رہا ہے؟ جب کہ پاکستان اور اسرائیل کے درمیان سفارتی تعلقات نہیں ہیں۔ قادیانی جب چاہیں جنیوا کے راستے اسرائیل چلے جاتے ہیں اور پاکستان میں یہودی سرمایہ کے ذریعہ ملکی سالمیت کے خلاف کام کر رہے ہیں''۔ مولانا نورانی نے یہ سوال بھی کیا کہ: ''جناب صدر! کیا آپ کو علم ہے کہ ربوہ دراصل پاکستان کے اندر ایک آزاد ریاست کی طرح ہے اس کی اپنی عدالتیں اور نیم فوج تنظیم ''الفرقان فورس'' ہے؟

یحییٰ خان نے مولانا کے ان دونوں سوالات پر لاعلمی کا اظہار کیا۔ مولانا نے یحییٰ خاں سے یہ بھی کہا کہ: ''میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ مشرقی پاکستان کے لوگ ایم۔ احمد سے نفرت کرتے ہیں لیکن آپ پھر بھی ایم۔ احمد کو اپنے ساتھ مشرقی پاکستان لے جا رہے ہیں۔ اس کے اچھے اثرات مرتب نہیں ہوں گے''۔ اس کے جواب میں یحییٰ خاں نے کہا کہ: ''مجیب بھی یہی کہتا ہے''۔ مولانا نے جب یہ دیکھا کہ یحییٰ خاں مسئلہ کی سنگینی کو سمجھ ہی نہیں پا رہا تو وہ یہ کہہ کر خاموش ہو گئے کہ ''**صدر صاحب! یہ ملک بڑی قربانیوں سے حاصل کیا گیا ہے اسے اس آسانی سے ضائع نہ کیجئے**''۔

۳ر مارچ ۱۹۷۱ء کو قومی اسمبلی کا اجلاس ملتوی ہو گیا اور مشرقی پاکستان میں حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے۔ اس دوران مولانا شاہ احمد نورانی نے ہمیں اپنے اس فیصلے سے آگاہ کیا کہ پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے سلسلے میں قادیانیوں کی سازشوں کی تفصیلات کا اعلان کراچی میں جلسہ عام میں کرنا

https:.//www.ashrafia.net

چاہتے ہیں تاکہ اس طرح کم ازکم وہ اپنا فرض پورا کردیں۔ یہ جلسہ ۱۹؍مارچ ۱۹۷۱ء کو آرام باغ میں ہوا۔ عوام کی ایک بڑی تعداد نے اس میں شرکت کی اور دوبارہ اس جلسے پر شرپسندوں کی طرف سے حملے ہوئے اور جب انہیں جلسہ گاہ میں موجود کارکنوں نے مار بھگایا تو ان لوگوں نے ہی جا کر روزنامہ ”جسارت“ پر حملہ کیا۔ وہاں توڑ پھوڑ کی اور باہر کھڑی ایک گاڑی کو آگ لگادی۔ اس جلسہ میں مولانا شاہ احمد نورانی نے جو تقریر کی اسے سن کر بہت سی آنکھوں میں آنسو تھے۔ بعض لوگ پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے دوبارہ غنڈوں کے حملے کے باوجود مجمع پورے صبر و سکون سے بیٹھا رہا۔ مولانا نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

”انگریزی استعمار کی پیداوار مرزا غلام احمد کے پیروکاروں نے پاکستان کے وجود کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا کا تہیہ کرلیا ہے اور میں پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ اعلان کر رہا ہوں کہ قادیانیوں نے پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا جو پروگرام ترتیب دیا ہے۔ اس کا پہلا مرحلہ مشرقی پاکستان کی علیحدگی ہے برسرِ اقتدار ٹولہ اور مغربی پاکستان کی اکثریتی جماعت ان کی آلہ کار بن گئی ہے اور اب مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی سازش کا آخری راؤنڈ شروع ہونے والا ہے۔ مشرقی پاکستان میں فوجی کاروائیاں کی جائے گی اور بھارت مداخلت کرے گا۔ اس ضمن میں ایم۔ ایم احمد اور سورن سنگھ کے درمیان حال ہی میں نیو یارک میں ملاقات ہوئی ہے۔ ایم۔ ایم۔ احمد نے گزشتہ ہفتہ کراچی میں باتھ آئی لینڈ کے ایک بنگلے میں ملک کی بعض اہم شخصیتوں سے ملاقات کرکے انہیں اس بات پر قائل کیا ہے کہ مشرقی پاکستان مغربی پاکستان پر ایک بوجھ ہے اور اس کا آمدنی میں حصہ ۹ فیصد ہے قادیانیوں کا اس ضمن میں بھارت اور اسرائیل سے رابطہ ہے“۔

مولانا نورانی نے اس ضمن میں جو تفصیلات بیان کیں وہ بعض اخبارات میں تھوڑی بہت شائع ہوئی ہیں اور اس کا ایک سائیکلو اسٹائل پمفلٹ بھی شائع کیا گیا تھا۔ جس کی ممکن ہے کہ چند کاپیاں اب بھی بعض لوگوں کے پاس موجود ہوں۔ مولانا کے اندیشے بجا نکلے اور دنیا نے دیکھ لیا کہ ۲۵؍مارچ کو جو کاروائی ہوئی وہ بالآخر مشرقی پاکستان کی علیحدگی پر منتج ہوئی۔

۲۵ مارچ ۱۹۷۱ء کے بعد ملک میں موجود شدید سیاسی گھٹن کے باوجود بھی مولانا شاہ احمد نورانی ارباب حل و عقد تک قادیانیوں کے بارے میں قوم کا مؤقف پیش کرتے رہے۔ ۷؍اپریل ۱۹۷۱ء کو انہوں نے یحییٰ خاں کو کھلا خط لکھا، جس میں مشرقی پاکستان میں کی جانے والی ناعاقبت اندیشی کا ذکر کرتے ہوئے قادیانیوں اور خصوصاً ایم۔ ایم۔ احمد کی وطن دشمن سرگرمیوں کا بھی ذکر کیا گیا تھا۔

اکتوبر ۱۹۷۱ء میں مولانا نے ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ ملک کے مسائل حل کرنے کے لیے ایک ۵ نکاتی فارمولہ پیش کیا جس کی ملک گیر پیمانے پر تشہیر بھی ہوئی۔ ان نکات میں بھی قادیانی مسئلہ شامل تھا کیونکہ مولانا نے اسے کبھی پاکستان کی

https:.//www.ashrafia.net

سالمیت سے الگ متصور نہ کیا وہ نکات یہ تھے۔

۱۔اقتدار عوام کے منتخب نمائندوں کے حوالے کیا جائے۔

۲۔مشرقی پاکستان کے مسئلہ کا سیاسی حل تلاش کیا جائے۔

۳۔قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۴۔قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے۔

۵۔ ۱۹۵۴ء کے دستوری مسودہ کو دستور کی بنیاد کے طور پر اختیار کیا جائے بعد ازاں جب ذوالفقار علی بھٹو برسر اقتدار آگے اور پاکستان کی قومی اسمبلی کا پہلا باقاعدہ اجلاس مارشل لاء کی تلوار کے زیر سایہ ۱۴/اپریل ۱۹۷۲ء کو بلایا گیا تو وہاں بھی مولانا نورانی نے اپنے سابقہ مؤقف کا اعادہ کیا اور پارلیمانی تاریخ میں پہلی بار پارلیمنٹ کے اندر مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کرنے کا مطالبہ پیش کیا۔ انہوں نے ۱۵/اپریل ۱۹۷۲ء کو قومی اسمبلی سے خطاب کیا۔ ان کی تقریر روداد قومی اسمبلی کے صفحات ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰ پر شائع ہوئی ہے۔ مولانا نے فرمایا:

”عبوری دستور میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کا صدر مسلمان ہوگا مگر مسلمان کون ہے؟ اس کی وضاحت نہیں۔ اس ملک میں اسلام کے بدترین قسم کے دشمن موجود ہیں وہ مسلمان بن کر یہاں حکومت کر سکتے ہیں اور چور دروازے سے حکومت کرنے کے لیے یہاں آسکتے ہیں۔ مسلمان صرف وہ ہے جو اللہ کی وحدانیت اور حضور اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر یقین رکھتا ہے۔ مرزائی اور قادیانی مسلمان نہیں ہیں، پھر یہ کیسے چور دروازہ سے آکر اسلام کے نام پر حکمران بن سکتے ہیں“۔

(اقتباس)

اتفاق کہیے یا میری خوش نصیبی کہ اس تاریخی موقع پر بھی مہمانوں کی گیلری میں، مَیں موجود تھا اور میں نے اپنی آنکھوں سے حکمران پارٹی کے اراکین کی جانب سے ہنگامے اور مولانا کی تقریر کے دوران مداخلت کا مظاہرہ دیکھا۔ سابق وزیر اطلاعات ونشریات مولانا کوثر نیازی نے تو تقریر کے بعد یہ تک فرما دیا کہ: **”میں چیلنج کرتا ہوں کہ مسلمان کی کوئی متفقہ تعریف ایوان کے سامنے پیش نہیں کر سکتے یہاں تک کہ جمعیت علماء پاکستان کے تمام اراکین بھی ایک تعریف پر متفق نہیں ہو سکتے“۔**

(اقتباس)

جمعیت علماء پاکستان کے رکن قومی اسمبلی اور پارلیمانی پارٹی کے ڈپٹی لیڈر علامہ عبد المصطفیٰ الازہری نے فوراً ہی اس چیلنج کو قبول کیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں بھی مولانا نورانی کے مؤقف کی تائید کی اور کہا کہ: **”ہم چاہتے ہیں کہ اجمالی طور اور اختصار کے ساتھ مسلمان کی تعریف اس آئین میں آجائے تاکہ جو لوگ لفظ مسلم سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے“**۔ اس کے بعد ستمبر ۱۹۷۳ء میں جب ”ترجمانِ اہلسنت کراچی“ کا ”ختمِ نبوت نمبر“ شائع ہوا تو اس میں مولانا شاہ احمد نورانی کا ایک معرکہ الآراء انٹرویو شامل تھا۔ جسے حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب نے اپنی کتاب ”شاہ احمد نورانی“ میں شامل کیا ہے اور یہ انٹرویو خود اپنی جگہ ایک دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔

https:.//www.ashrafia.net

قومی اسمبلی کی آئین ساز کمیٹی نے جب اپنا کام شروع کیا تو اس کے اجلاس میں بھی جمعیت کے قائد مولانا شاہ احمد نورانی نے ہی پہلی ترمیم مسلمان کی تعریف اور ریاست کا سرکاری مذہب اسلام قرار دینے سے متعلق پیش کی۔ آئینی مذاکرات کے دوران مولانا کو اپنے اس مطالبہ کو تسلیم کرانے کے لیے واک آوٹ کی دھمکی بھی دینا پڑی۔ مذاکرات کے دوران مولانا نے سیاسی تدبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایوان اسمبلی میں پیش کردہ مسلمان کی تعریف کے انگریزی ترجمہ اٹارنی جنرل جناب یحیٰی بختیار سے اتفاق رائے کرا لیا۔ واضح رہے کہ یہ ترجمہ جمعیت کے قابل فخر رہنما پروفیسر شاہ فرید الحق نے کیا تھا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مستقل دستور پر مولانا شاہ احمد نورانی اور ان کی جمعیت کے ساتھیوں نے رائے شماری میں یہ کہہ کر حصہ نہیں لیا کہ **ہمارے بہت سے مطالبات مان لیے گئے ہیں لیکن ابھی دستور مکمل طور پر اسلامی نہیں ہے**۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ کلیدی عہدوں کے لیے بھی مسلمان کی پابندی ہونا چاہیے اور ارتداد پر پابندی ہونی چاہیے۔ جس کا مقصد قادیانیوں کو ایک علیحدہ مذہب قرار دلانا ہے۔

جدو جہد کی یہ داستان بڑی طویل ہے۔ ۲۹ رمئی کو ربوہ اسٹیشن پر مسلمان طلباء کے ساتھ جو کچھ ہوا اور مسلم طلباء نے جس طرح اپنی غیرت ایمانی کا مظاہرہ کیا اس نے اس چنگاری کو آگ بنا دیا جو مسلمانوں کے دلوں میں بھڑک رہی تھی۔

اس مضمون میں، میں نے ۲۹ رمئی سے قبل کے واقعات پر روشنی ڈالتے ہوئے محض ان تاریخی حقائق کا ذکر کیا ہے۔ جو دراصل پوری تحریک کے پس منظر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخی فیصلہ مندرجہ بالا پس منظر میں دیکھنا چاہیے۔ یہ وہ منزل ہے جس پر پہنچنے کے لیے قوم پاکستان بننے کے بعد سے جد و جہد کر رہی تھی۔ ارباب حل و عقد اس فیصلہ کے بعد سہرا باندھنے کی دوڑ میں کتنی ہی تیز رفتاری کا مظاہرہ کیوں نہ کریں۔ وہ قوم کی عظیم قربانیوں پر پردہ نہیں ڈال سکتے۔ کون نہیں جانتا ۲۹ رمئی کے بعد ہر طبقۂ فکر کے مسلمانوں نے اس تحریک کی کامیابی کے لیے ان تھک جد و جہد کی اور خصوصاً سواد اعظم اہل سنت و جماعت نے اس تحریک میں اپنی اکثریت کا حق ادا کر دیا۔ اہل پنجاب یہ کیسے فراموش کر سکتے ہیں کہ اس تحریک کو کامیاب و کامران کرنے کے لیے قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی نے جہاں قومی اسمبلی کے اجلاس میں ۳۰ رجون سے ۷ رستمبر تک مسلسل کام کیا وہاں پنجاب کے طوفانی دورے بھی کیے اور ایک دو میل نہیں بلکہ ۴۰ ہزار میل سفر کیا۔

قومی اسمبلی میں ۳۰ رجون کو حزب اختلاف اور حکومت کے ۳۷ ارکان کی جانب سے تاریخی قرارداد اسمبلی میں پیش کرنے کا شرف بھی قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی کو حاصل ہوا۔ جو قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کی پارلیمانی پارٹی کے سیکرٹری جنرل بھی ہیں۔ اسمبلی کی خصوصی کمیٹی، رہبر کمیٹی اور اسمبلی کے کھلے اجلاس مولانا نورانی کی فراست ایمانی اور مسلسل جد و جہد

https:.//www.ashrafia.net

کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

مرزا ناصر احمد جب اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں پیش ہوا تو مولانا شاہ احمد نورانی کی قیادت میں جمعیت علمائے پاکستان کے قابل فخر اراکین قومی اسمبلی علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری جناب مولانا محمد ذاکر اور جناب مولانا محمد علی رضوی نے مرزا پر ۶۷ سوالات کیے اور جرح کے نتیجہ میں مرزا اور مرزائیوں کا فریب اور دجل اچھی طرح بے نقاب ہوگیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی اس پورے عرصہ میں دو محاذوں پر سرگرم رہے۔ایک اسمبلی کا محاذ اور دوسرا رابطہ عوام کا محاذ۔

پنجاب میں مولانا نورانی کے عظیم ساتھیوں مرکزی نائب صدر مولانا محمود شاہ گجراتی اور پنجاب کے صدر مولانا غلام علی اوکاڑوی، پنڈی گھیپ کے مولانا بشیر احمد چشتی کو شرفِ اسیری حاصل ہوا۔جمعیت کے سیکرٹری جنرل حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی کے خلاف متعدد مقامات قائم کیے گئے۔بے شمار خطباء و آئمہ گرفتار کیے گئے۔مساجد کے لاؤڈ اسپیکر ضبط کر لیے گئے۔دفعہ ۱۴۴ کی پابندیاں شدید ہوگئیں لیکن عاشقانِ مصطفیٰ کی جدوجہد میں کوئی کمی نہیں آئی۔

۴۰ رافراد نے اس تحریک میں اپنی جانیں نچھاور کر کے خون کا نذرانہ پیش کیا۔وہ اس پوری تحریک کو جاوداں بنا گیا۔سچ ہے:

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

یہ شہداء خدا کے وعدے کے مطابق ہمیشہ زندہ رہیں گے،کوئی دنیاوی حکمران ان عظمت والے انسانوں کی قربانی پر پردہ نہیں ڈال سکتا۔یہ تو وہ عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ ہیں جن کے خون نے اسلام کی آبیاری کی ہے اور مولانا شاہ احمد نورانی نے بھی حال ہی میں کراچی میں متعدد مقامات پر عام جلسوں سے خطاب کرتے ہوئے یہی کہا ہے کہ:

۱۔ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کے ان شہداء کو سلام، جن کے خون نے مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کا راستہ دکھایا۔

۲۔ان اسیروں کو سلام جن کی قربانیاں رنگ لائیں۔

۳۔ان مسلمانوں کو سلام جنہوں نے مقامِ مصطفیٰ ﷺ سے وابستگی کا بے مثال مظاہرہ کر دکھایا ہے۔

میں نے اس مضمون میں محض حقائق اور واقعات کا سہارا لیا ہے اور اس کا مطلب یہ ثابت کرنا ہے کہ قادیانی مسئلہ عوام کے ذہنوں میں تازہ رکھنے اور اس مقصد کے لیے پہلوؤں کو اُجاگر کرنے کے لیے مسلسل جدوجہد کی گئی ہے، یہ دیکھتے ہی دیکھتے پیدا نہیں ہوا۔اس کے لیے تحریک برسوں سے منظم کی جارہی ہے اور اب بھی اگر کوئی سرکاری مولوی یہ کہتا ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا سہرا ذوالفقار علی بھٹو کے سر جاتا ہے اور جو دوسرے لوگ اس جدوجہد کا سہرا لینا چاہتے ہیں تو ان کی مثال ایک ایسے قاضی کی ہے جو کسی جگہ کو بصورت لڑکا پیدا ہونے پر پہنچ جائے کہ نکاح میں نے پڑھایا، سہرا میرے سر جاتا ہے، تو پھر ہم ایسے مولوی کو عقل، ضمیر اور علم کا ماتم کرنے کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں۔

بر این عقل و دانش بباید گریست

https:.//www.ashrafia.net

اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک جھلک

◆ ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے حضور جانِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی اس طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کا سارا منہ کھل گیا ہو آپ یہ صرف مسکرادیتے تھے۔ (بخاری شریف)

معلمِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایک بات کو علیحدہ علیحدہ فرماتے اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جملوں کو گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔

(بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گفتگو فرماتے تو ایک ایک جملہ علیحدہ علیحدہ ادا فرماتے اور ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے۔ (ابو داؤد شریف)

حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گفتگو فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ اکثر آسمان کی طرف رہتی۔ (ابو داؤد شریف)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو اپنا ہاتھ اس وقت تک اس سے علیحدہ نہ کرتے جب تک وہ شخص خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ نہ چھوڑ دیتا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی جانب سے منہ نہ پھیرتے جب تک وہ منہ موڑ کر نہ چل دیتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی نے کبھی اس حالت میں نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے سامنے (یعنی مجلس میں) پاؤں پھیلا کے بیٹھے ہوں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی واقعہ یا بات سے خوش ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک اس طرح کھل اُٹھتا جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہو

(بخاری و مسلم شریف)

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ذکر الٰہی زیادہ کرتے، غیر ضروری باتیں نہ کرتے، نماز طویل پڑھتے، خطبہ مختصر دیتے، بیواؤں اور مسکینوں کے ساتھ چلنے میں عار محسوس نہیں کرتے اور ان میں سے ہر ایک کا کام کر دیتے

(نسائی و دارمی)

صحاح میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوشیزہ لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے، شرم و حیاء کا اثر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک مقدس و دل نواز ادا سے واضح تھا۔

Https:.//www.ashrafia.net

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک مرتبہ سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام مکان پر تشریف لائے چہرہ مقدس مغموم تھا، میں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا: ''جو سات دینار آئے تھے، شام آ گئی مگر ابھی تک بستر پر پڑے ہیں''۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

اظہارِ نبوت سے قبل عبد اللہ بن ابی العمار رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کچھ معاملہ کیا اور آپ ﷺ کو بٹھا کر چلے گئے کہ آ کر حساب کر دیتا ہوں، اتفاق سے ان کو خیال نہ رہا، تین دن کے بعد آئے تو دیکھا نبی کریم ﷺ اسی جگہ تشریف رکھے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا: ''تین دن سے یہاں تمہارے انتظار میں بیٹھا ہوں''۔ (ابو داؤد شریف)

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور جانِ عالم ﷺ نے کبھی کسی سے اپنا ذاتی انتقام نہیں لیا برائی کے بدلہ درگزر اور معاف فرما دیتے تھے۔ آپ ﷺ نے کسی کو ہاتھ سے نہیں مارا۔

مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نرم خو، مہربان طبع، خندہ جبیں تھے، سخت مزاج اور تنگ دل نہ تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ (آپ ﷺ کے خادم خاص) کہتے ہیں میں نے دس برس آپ ﷺ کی خدمت کی مگر آپ ﷺ نے کبھی کسی معاملہ میں مجھ سے باز پرس نہ کی۔

ایک بدو نے نہایت سختی سے حبیبِ خدا ﷺ سے اپنے قرض کا مطالبہ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اِسے ڈانٹا اور کہا تجھے معلوم ہے تو کس سے ہم کلام ہے؟ سرکارِ نامدار ﷺ نے فرمایا: ''تم کو بدو کا ساتھ دینا چاہیے تھا کیونکہ اس کا حق ہے''۔ پھر آپ ﷺ نے قرضہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ (ابن ماجہ)

ایک دفعہ ایک شخص خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا دیکھا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کی بکریوں کا ریوڑ دور تک پھیلا ہے۔ اس نے درخواست کی کہ آپ ﷺ نے تمام بکریاں اس کو عطا فرما دیں۔ اس نے اپنے قبیلہ میں جا کر کہا: **''اسلام قبول کر لو محمد ﷺ ایسے فیاض ہیں کہ مفلس ہونے کی پرواہ نہیں کرتے''**

(بخاری شریف)

شبِ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ
شبِ قدر سے بھی افضل ہے

حضرت سیدنا شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

''بے شک سرکارِ دو عالم ﷺ کی شبِ ولادت شبِ قدر سے بھی افضل ہے کیونکہ

شبِ ولادت سرکارِ مدینہ ﷺ

کے اس دنیا میں جلوہ گر ہونے کی رات ہے

جب کہ لَیْلَۃُ الْقَدْر سرکار ﷺ کو عطا کردہ شب ہے

اور جو رات ظہورِ ذاتِ سرورِ کائنات ﷺ کی وجہ سے مشرف ہو وہ اُس رات سے زیادہ شرف و عزّت والی ہے جو ملائکہ کے نزول کی بناء پر مشرف ہے۔

(مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّۃ ص: ۱۰۰)

https:.//www.ashrafia.net

اسلام کا معاشی نظام

فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے

● جناب قاضی محمد صادق نعیمی (فاضل علوم اسلامیہ)

قرآن وحدیث نے ہمیں نہایت وضاحت کے ساتھ بتایا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی صفات رب العالمین، رازق و مطلق کی وجہ سے تمام مخلوقات کو رزق پہنچانے کا وعدہ فرمایا ہے اور اس کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا، اس نے اس ضمن میں جو قوانین بنائے ہیں بحیثیت اشرف المخلوقات ہونے کے انسان کا فرض ہے کہ وہ عقل کو کام میں لائے اور ان سے واقفیت حاصل کرے اور جب واقفیت حاصل کرلے تو صحیح طریقے پر جد و جہد کرے اور نتیجہ اللہ تعالی چھوڑ دے۔ اللہ تعالی نے بنیادی طور پر حصول معاش کے لیے تمام انسانوں کو برابر رکھا ہے۔ ایک متنفس بھی حق معیشت سے محروم نہیں کیا جاسکتا لیکن درجات میں سب برابر نہیں ہیں اگر درجات معیشت میں اونچ نیچ نہ رکھی جاتی تو نظامِ عالم میں توازن قائم نہیں رہ سکتا، بالفاظ دیگر اس کو یوں کہیں کہ فطری صلاحیتوں کے اعتبار سے سب انسان برابر نہیں ہیں۔

ایک شخص زیادہ ذہین ہوتا ہے تو دوسرا کم ذہن ہوتا ہے اور تیسرا احمق ہوتا ہے۔ ایک شخص جسمانی اعتبار سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے تو دوسرا نسبتاً کمزور ایک زیادہ مستعدد ہوتا ہے اور دوسرا سست، یہی اصول دیگر مخلوقات میں کارفرما ہے۔ اس کا نتیجہ لازمی یہ ہونا چاہیے کہ جو شخص زیادہ ذہانت کا مالک ہے اور زیادہ طاقتور یا زیادہ مستعدد ہے تو اس کو دوسرے شخص کے مقابلے میں جو کم ذہن ہے ایک معینہ مدت کی محنت کا زیادہ معاوضہ ملنا چاہیے۔ اس کے علاوہ اگر درجات معیشت میں سب برابر ہوتے تو ایک شخص دوسرے کا کام کس بناء پر کیوں کرتا؟ ایک شخص دوسرے کا حکم کیونکر مانتا؟ ماسوا اس کے اگر غریب، نادار، حاجت مند لوگ نہ ہوتے تو مالدار کو انعام الٰہی کا کس طرح موقع میسر آتا۔ انسان کا اخلاق گر جاتا اور اخلاق مفقود ہوجانے کے بعد انسان حیوان مطلق بنے بغیر نہ رہتا۔ اس بناء پر منشائے ایزدی جو انسان کو مطلق اللہ فی الارض بنانا چاہتا تھا پائے تکمیل کو نہیں پہنچتا اور نظام عالم تتر بتر ہوجاتا۔

اسی طرح اللہ تعالی نے دولت کو ایک سمت ایک جماعت یا چند افراد کے ہاتھوں میں آجانے کو منع فرمایا ہے اور سود کو اسی بناء پر حرام ٹھہرایا ہے کہ اس سے دولت سمٹ سمٹ کر ایک جماعت

https:.//www.ashrafia.net

یا چند افراد کے قبضے میں آجاتی ہے اور عوام الناس میں اس کی گردش بند ہو جاتی ہے جس سے عوام میں افلاس اور بے روزگاری بڑھ جاتی ہے۔ سود لینے والی جماعت شقی القلب (سخت دل) ہو جاتی ہے اور تمدن میں دیگر بڑی بڑی خرابیاں جنم لیے بغیر نہیں رہتیں۔

اسلام نے معاشی زندگی میں غیر مناسب مسابقت کی بجائے صحیح معنوں میں اتحاد، باہمی اشتراکِ عمل، رفع حاجات و تکمیل و تقسیم وضروریات اور خدمت پر زور دیا ہے لیکن اس پر اخلاقی پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ اسلام نے جائز طور پر تصرف مال اور صحیح طریقے پر بیع کی اجازت دی ہے لیکن وہ کسی جماعت یا فرد کی اجارہ داری کا حامی نہیں ہے۔ تصرفات اس طرح عمل میں نہ آنے پائیں کہ ایک شخص دوسرے کے لیے معاشی تنگی کا باعث بن جائے، اسی بناء پر اسلام نے قدرت کی عام فیاضیوں کو سب کے لیے مباح قرار دیا ہے۔ مثلا ہوا، پانی، چراگاہ، گھاس اور دیگر قدرتی وسائل و پیداوار مثلا معدنیات کانوں اور چشموں وغیرہ پر لامحدود وغیرہ مشروط انفرادی ملکیت نہیں ہے بلکہ وہ سب اللہ تعالی کی ملکیت ہیں ان تمام وسائل پر تمام بنی نوع انسان کا یکساں طور پر حق ہوتا ہے جس سے ہر شخص انتفاع کر سکتا ہے۔ صرف ضروری یہ ہے کہ وہ شخص کسی کو ضرر پہنچائے بغیر اس زمین پر سب سے پہلے قبضہ کر لے۔ زمین کی حیثیت درحقیقت مسجد، رباط سرائے اور مسافر خانہ کی ہے جو نمازیوں، مسافروں اور راہ گیروں کے لیے وقف ہوتی ہے اور تمام انسان ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں، جو شخص پہلے آئے گا پہلے حقدار ہوگا۔ یہی اصول مردہ اور بنجر زمین میں بھی ہے۔ جو مردہ زمین بنجر آباد کرے وہ اسی کی ہے، ضروری ہے کہ وہ مقبوضہ زمین شہر اور اس کے قرب وجوار میں واقع نہ ہو کہ عامتہ الناس کے مفادات متاثر نہ ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ ملکیت جو زمین پر ابتدائی قبضہ اور آباد کاری کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے اس کی ملکیت دائمی اور حقیقی ملکیت نہیں بلکہ اس کی ملکیت اسی صورت میں جائز تصور ہوگی جب کہ زمین اس کے زیرِ تصرف استعمال ہو۔ اس لیے اگر وہ شخص اسے استعمال میں نہ لا سکے تو وہ کسی مستحق شخص کو دے۔ زمین سے کسی ایسے استفادہ کو جائز نہیں قرار دیا جائے جو بغیر کسی محنت و مشقت کے حاصل ہو، لہٰذا ایسی تمام جاگیرداریاں یا بڑی بڑی زمینداریاں جو بطور انعام واکرام یا سیاسی رشوت کے دی گئی ہوں اور ان سے بلا کسی محنت ومشقت کے آمدنی ہو رہی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ایسی زمینوں کو قومی ملکیت میں لے لیا جائے۔ ملکی معیشت میں سب سے زیادہ زراعت، کان کنی، کو اہمیت دی جائے۔

اس کے برعکس ایسے پیشواؤں کو زہر قاتل سمجھے جو عیش پسندی لطف اندوزی، آرائش و زیبائش اور شہوانی خواہشات کی ترغیب وتسکین کا ذریعہ بنی۔ مثلاً شراب نوشی، اصنام تراشی، امراء کے زیورات میں بے جا تکلف، لباس کے بناؤ سنگھار کے پیشے، عورتوں کی حسن پرستی، ناچ گانے کی تربیت، مصوری

https:.//www.ashrafia.net

کہ جب کسی ملک کی اکثریت اسے پیشیوں میں منہمک ہوجاتی ہے تو لازمی طور پر ضروری پیشے مثلاً زراعت وغیرہ جیسے پیشے متروک ہوجاتے ہیں اور امراء کا تعیّشات میں انہمک رفتہ رفتہ عوام میں سرائیت ہوجائے گا جیسے کہ بعض ممالک میں ہوا۔ نتیجتاً کسان تاجر اور اہل صنعت وحرفت پر بھاری ٹیکس لگائے جائیں گے تاکہ امراء کے تعیّشات کا سامان فراہم کیا جائے اس سے ملک کے نظامِ معیشت میں ناقابل تلافی اختلال پیدا ہوگا۔

اسلام بھی معاشرے کے لیے مہلک تصور کرتا ہے کیونکہ اس سے آگے چل کر بڑے بڑے مناقشات جنم لیتے ہیں اور لوگوں میں بلاکسب کے کھانے کی عادت پیدا ہوجاتی ہے۔ ہاں اسلام مضاربت کو جائز قرار دیتا ہے کہ ایک شخص کا سرمایہ ہو اور دوسرے کی محنت اور آپس کے طے شدہ حساب سے منافع تقسیم کرلیا جائے دوسری طرف مال کے اکتناز اور احتکار کو منع فرمایا۔

اکتناز کے معنی دولت کو جمع کرکے رکھنا یا اس کو مقصود بالذات سمجھنا، جس طرح کہ آج بھی سرمایہ دار لوگ کرتے ہیں۔

احتکار کے معنی ہیں غلہ یا اشیاءِ خوردنی کو جمع کرنا، اس ارادہ کے ساتھ کہ اس کو گراں کرکے فروخت کیا جائے۔

ایک انسان کا دوسرے انسان کو مشکلات میں ڈالنے اور نامناسب فائدہ اٹھانے سے اسلام نے منع فرماکر بنی نوع انسان پر عظیم الشان احسان کیا۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''جو مہنگائی بڑھانے کی نیت سے چالیس دن غلہ روکے تو وہ اللہ سے دور ہوگیا اور اللہ اس سے بیزار ہوگیا''۔

(مشکاۃ المصابیح ج:۱، ص:۵۳۶، حدیث:۲۸۹۶)

اسلام نے معاملات میں اخلاقی پہلو پر حد درجہ زور دیا ہے۔ اس نے معاشی معاملات میں خود غرضی، نزاع اور ظلم کی روک تھام ہی نہیں کی بلکہ فراخ دلی، فیاضی، ایثار اور امداد باہمی کی بھی تاکید فرمائی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے ساتھ اخوت اور مواخاہ بڑھانے کے لیے ہدیہ اور تحفہ بھیجنے کی تاکید فرمائی ہے۔ کسی ملک کی کرنسی جس میں سکہ جات اور نوٹ شامل ہیں دو قسم کی خدمت انجام دیتے ہیں: ایک یہ کہ ان کے ذریعے سے ہر چیز کی قیمت ناپی جاتی ہے اور دوسرے وہ اشیاء کے مبادلہ میں سہولت کا باعث ہوتے ہیں۔ اسلام تمام دنیا کے لیے واحد معیار پیمائش مقرر کرنا چاہتا ہے تاکہ تمام ممالک میں مبادلہ بے قید تجارت ہو، جس سے بین الاقوامی صنعت وتجارت کو فروغ ہو اور ہر ملک اپنے مخصوص حالات اور ہر قوم اپنی مختلف صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر محنت کی تقسیم بین الاقوامی نقطۂ نظر کے ساتھ کرسکے۔ اس لیے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ''تمام مخلوق خدا کا کنبہ ہے''۔ ظاہر ہے کہ خدا کے کنبہ والوں سے بہتر سے بہتر سلوک ہو لیکن اگر کوئی ملک آزاد تجارت کے اصول کو ترک کرکے درآمدات پر محصول (کسٹم ڈیوٹی) لگادے تو انصاف اس کا متقاضی ہے کہ اسلامی ملک بھی اس لحاظ سے ایسے ملک کے مال پر ٹیکس عائد کردے۔

https:.//www.ashrafia.net

نمازِ باجماعت کا اہتمام

حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی

فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی تحریر و تقریر میں منفرد مقام رکھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ٹی۔وی، ریڈیو اور مختلف چینلز پر آپ کو تقریر کے لیے مدعو کیا جاتا ہے۔ اب تک آپ بے شمار تقاریر کر چکے ہیں، الحمدللہ! آپ کی ان نشری تقاریر کا ریکارڈ موجود ہے، انہی تقاریر میں سے ہم ریڈیو پاکستان، اسلام آباد سے نشر کی گئی ایک تقریر پیش کر رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

(سب ایڈیٹر)

سامعین محترم!

آج ہماری گفتگو کا عنوان ہے **"نماز باجماعت کا اہتمام"** نماز ہر مسلمان مرد اور عورت عاقل و بالغ پر فرض ہے اور اس کو ترک کرنے والا گنہگار ہے بلکہ تارکِ نماز کے لیے تو یہاں تک وعید سنائی گئی کہ:

من ترك الصلوة متعمدا فقد كفره

ترجمہ: ''جس نے جان بوجھ کر نماز کو ترک کیا اس نے کفر کیا''

نماز کو سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا۔ قرآن مجید فرقان حمید میں کئی سو مقامات پر نماز کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا۔ نماز ایک ایسی عبادت ہے جس کی تاکید قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ میں کثرت کے ساتھ آئی ہے۔ اس لیے اس کو افضل العبادات قرار دیا گیا ہے۔

ایک ہے انفرادی نماز اور ایک ہے اجتماعی نماز۔ انفرادی نماز سے مراد تنہا نماز ادا کرنا اور اجتماعی نماز سے مراد نماز باجماعت ہے۔ عبادت پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے اجر و ثواب مقرر کیا گیا ہے اور ہر عبادت کا ثواب الگ ہے اور یہ ثواب وقت، مقام اور اجتماع کی صورت میں بڑھ جاتا ہے۔ مثلاً نماز وقت پر ادا کی جائے تو ثواب زیادہ ہے اور وقت گزار کر یعنی قضاء پڑھی جائے تو ثواب کم ہے۔ اسی طرح مقام کے بدلنے سے بھی اجر و ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے یعنی آپ گھر میں نماز پڑھتے ہیں تو بے شک اس کا ثواب ہے لیکن مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کا ثواب ۲۷ درجے زیادہ ہے۔ اسی لیے جماعت کی فضیلت زیادہ ہے، اسی طرح اگر یہی نماز مسجدِ نبوی یعنی مدینہ منورہ میں پڑھی جائے تو ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں

https://www.ashrafia.net

کے برابر ہے اور یہی نماز حرم شریف یعنی مکہ معظّمہ میں پڑھی جائے تو ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

پتا چلا کہ مقام بدلنے سے اجر و ثواب میں اضافہ ہو جاتا ہے اور مقام جتنا فضیلت والا ہوگا نماز کا ثواب بھی زیادہ ہوگا۔ نماز با جماعت کی فضیلت اور اجر اس لیے بھی زیادہ ہے کہ اجتماعی عبادت کا ثواب زیادہ ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جس عبادت میں زیادہ مسلمان شریک ہوں گے ان میں یقیناً کوئی نہ کوئی متقی اور پرہیزگار ضرور ہوگا، ایسا نہیں کہ سارے کے سارے ہی گنہگار اور نافرمان ہوں۔ اگر ایک نیک بندہ بھی موجود ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ اُمید ہونی چاہیے کہ وہ اپنے اس محبوب بندے کی وجہ سے باقی لوگوں کی عبادت بھی قبول فرمائے گا۔ اسی لیے نماز با جماعت کا ثواب ۲۷ ر درجے زیادہ ہے۔ ہمیں چاہیے کہ پہلے تو نماز کی پابندی کریں اور اس کے ساتھ ساتھ نماز با جماعت پڑھنے کی کوشش کریں۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی جو اہمیت ہے وہ رمضان المبارک میں اور بڑھ جاتی ہے، اس لیے کہ اس ماہ مبارک میں ہر عمل کا ثواب دُگنا کر دیا جاتا ہے۔ نوافل کا ثواب فرائض کے برابر اور فرائض کا ثواب اس سے بھی دُگنا۔ اب آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ عام دنوں میں جب مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب ۲۷ ر درجے زیادہ ہے تو رمضان المبارک میں نماز با جماعت پڑھنے کا ثواب کتنا زیادہ ہوتا ہوگا؟

اس لیے ہمیں چاہیے کہ اس ماہِ مبارک کو غنیمت سمجھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کی کوشش کریں اور نماز با جماعت کا اہتمام کریں، جو لوگ آفس میں کام کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ وہاں نمازِ با جماعت کا اہتمام کریں، اگر آپ کے اہتمام کرنے سے یا آپ کے کہنے سے کسی نے نماز پڑھ لی تو جتنا ثواب اس کو ملے گا اُتنا ہی آپ کو بھی ملے گا۔

رمضان المبارک کے یہ مقدس اور بابرکت لمحات ضائع کرنے کے بجائے ان کو نیک اعمال سے مزین کریں اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کریں۔

تمام عالمِ اسلام کو

ادارہ ”الاشرف“ کی جانب سے

عید میلاد النبی ﷺ

مبارک ہو...

•••••••••••••

نثار تیری چہل پہل پر ، ہزاروں عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں، سب ہی تو خوشیاں منا رہے ہیں

•••••••••••••

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(امام اہلسنت حضرت شاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ)

https:.//www.ashrafia.net

معاشرے کی تطہیر اور ماحول کی پاکیزگی

کے لیے جدوجہد کرنا ہمارا فرض ہے

● جناب مبشر احمد عارف دہلوی (مرحوم)

یہ حقیقت سب پر عیاں ہے کہ آج ہم جس ماحول اور معاشرے میں زندگی گزار رہے ہیں وہاں ظلمت و تاریکی کا ڈھیر ہے۔ نیکی کے مقابلے میں بدی کی قوتیں زیادہ سرگرمِ عمل ہیں۔ مقصدِ زندگی شاید یہ قرار پا گیا ہے کہ: بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست اور کہیں یہی وجہ ہے کہ اگر خواہش ہے تو عیش و طرب کی طلب ہے تو زرِ کثیر کی اور تمنا ہے تو صرف نام و نمود کی۔ محبت و اخوت، ایثار و قربانی، اتفاق و اتحاد اور باہمی تعاون و بھائی چارہ جیسی بنیادی خوبیاں عنقا ہو کر رہ گئی ہیں۔ بلاشبہ کچھ افراد اور کچھ ادارے قابلِ تقلید و قابلِ تحسین سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ ماحول کی تعمیر اور پاکیزہ معاشرے کی تشکیل اور خدمتِ خلق ان کا نصب العین ہے لیکن بحیثیت مجموعی آج معاشرے کی صورتحال یہ ہے کہ ایک طرف تو قتل و غارت گری چوری وڈاکہ زنی عروج پر ہے اور دوسرے طرف کہیں طبلے کی تھاپ ہے تو کہیں پائل کی جھنکار، کہیں مغنی کی آواز ہے تو کہیں رقص کے زاویئے، کہیں عیش و طرب کی مجلس ہیں تو کہیں شراب و شباب کی محفلیں، کہیں اخلاق اقدار کی پامالی تو کہیں دین سے بیزاری ہے اور کہیں ذاتی اغراض ہیں تو کہیں گروہی تعصّبات۔ ایسے ماحول میں نیکی کے فروغ کے لیے کام کرنے والے یہاں مبارکباد اور حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں تو وہاں وہ لوگ بھی نہایت قابل قدر اور لائق تحسین ہیں جو ایسے افراد اور اداروں کی معاونت کرتے ہیں۔ بحیثیت مسلمان ہمارا فرض منصبی یہ ہے کہ بدی کو روکیں اور نیکی کو فروغ دیں، اس فرض کی ادائیگی کے لیے انفرادی و اجتماعی ہر دو صورتوں میں کوشش کرنی چاہیے۔ معاشرے کی تطہیر اور ماحول کی پاکیزگی کے لیے بھرپور جدوجہد اس لیے ضروری ہے کہ ہماری نسلوں کو اسی معاشرے میں پروان چڑھنا ہے، ملک کی سماجی و فلاحی تنظیموں کو اپنی تمام توجہ اس مسئلے کی طرف رکھنی چاہیے۔

اربابِ اقتدار و اختیار پر بھی یہ لازم ہے کہ ایسی تنظیموں سے تعاون کریں، ذرائع ابلاغ کو بالخصوص معاشرے کی تطہیر اور ماحول کی پاکیزگی کے لیے اپنے تمام ذرائع وقف کر دینے چاہیے، پاک سرزمین کو تمام آلائشوں سے اور تمام برائیوں سے پاک رکھنا ہمارا فرض ہے۔

https:.//www.ashrafia.net

شاہِ روم کے سوالات

مخدوم زادہ سید محبوب اشرف جیلانی

روم کے بادشاہ نے ایک مرتبہ ایک خط عبد الملک بن مروان کے پاس بھیجا اور یہ لکھا کہ: آپ اپنے یہاں کے علماء میں سے کسی عالم کو میرے پاس بھیج دیں، میں چند سوالات کرنا چاہتا ہوں۔

عبد الملک بن مروان نے حضرت امام شبعی علیہ الرحمہ کو بھیج دیا۔ جب یہ بادشاہِ روم کے پاس پہنچے تو اس نے ان سے چند سوالات کیے کہ:

میں نے سنا ہے کہ ملائک دن رات اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور کبھی نہیں تھکتے، کیا کسی مخلوق کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ کبھی اپنے کام سے غافل نہ ہو؟

حضرت امام شبعی علیہ الرحمہ نے جواب دیا کہ: ممکن ہے، جیسے ہمارا سانس ہے کہ ہر وقت چلتا رہتا ہے، کبھی نیچے کبھی اُوپر حالانکہ تم بات چیت بھی کرتے ہو، کھاتے بھی ہو پیتے بھی ہو لیکن تمہارا سانس چلتا ہی رہتا ہے اور کبھی تھک کر نہیں رُکتا۔

بادشاہ نے کہا کہ واقعی تم نے سچ کہا، پھر دوسرا سوال کرتے ہوئے بادشاہ نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ اہل جنت کھائیں گے پئیں گے لیکن ان کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش نہیں آئے گی، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

حضرت امام شبعی علیہ الرحمہ نے جواب دیا: وہ ایسے ہوں گے جیسے جنین ہوتا ہے یعنی جو بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، وہ کھاتا بھی ہے، پیتا بھی ہے لیکن پیشاب پاخانے کی ضرورت نہیں پڑتی اگر وہ پیشاب پاخانہ کردے تو رحم کی جھلی پھٹ جائے۔

بادشاہ نے کہا واقعی آپ نے درست کہتے ہیں۔ پھر بادشاہ نے تیسرا سوال کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ جنت کی نعمتیں خرچ کرنے سے بھی کم نہ ہوں گی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک چیز خرچ کی جائے اور کم نہ ہو؟

حضرت امام شبعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ: اگر ایک چراغ ہو اور اس سے دوسرے بہت سے چراغ روشن کیے جائیں تو پہلے چراغ کی روشن کم نہیں ہوتی، اسی طرح جنت کی نعمتیں ہوں گی۔

بادشاہ ان کی بات کا قائل ہوگیا اور خوش ہوکر ان کو بہت سے انعامات سے نوازا۔ (الیواقیت العصریہ، ص:۱۰۱)

https:.//www.ashrafia.net

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک

جناب آفتاب احمد صاحب

اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم بار بار دیا ہے۔ خصوصاً والدہ کو حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق قرار دیا ہے اور بوڑھے والدین کو خدمت کے لیے سورۃ بنی اسرائیل میں ہے کہ بوڑھے والدین کی شان میں معمولی گستاخی تو کجا، ناگوار لفظ (اُف) کے استعمال سے بھی منع کیا ہے، بلکہ بات کرتے وقت پورے ادب اور تعظیم کا خیال رکھیں اور نرمی و رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہیں اور دعا کریں کہ: **"اے پروردگار! ان کی حالت پر رحم فرما، جس طرح بچپن میں انہوں نے رحمت اور شفقت کے ساتھ ہمیں پالا تھا"۔**

بڑھاپے کا ذکر خصوصیت سے اس لیے کیا گیا ہے کہ اس عمر میں خدمت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں، جس سے بعض اوقات اہل و عیال بھی اُکتا جاتے ہیں۔ سعادت مند اولاد کا کام ہے کہ اس وقت فرمانبرداری اور خدمت گزاری سے جی نہ ہارے۔ جوانی میں ان کی ضعیفی اور پیری کے وقت جس قدر بھی خدمت اور تعظیم کریں تب بھی والدین کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

والدین کی تعظیم اور تواضع صدیق دل سے کی جائے تو اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے گا۔ اگر خدانخواستہ والدین کے احترام میں کبھی کوئی کوتاہی ہو جائے تو فوراً معافی مانگ کر ان کو خوش کر لیں اور غلطی کی تلافی کر کے ان کو راضی کر لیں اور اللہ سے توبہ کر لیں۔ خداوند کریم! توبہ کرنے والوں کو معاف فرماتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"تمہاری والدہ"** سائل نے دوسری بار پوچھا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"تمہاری والدہ"** سائل نے پھر پوچھا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **"تمہاری والدہ"** سائل نے پھر پوچھا کہ: والدین کے ساتھ کس طرح سے حسن سلوک کیا جائے؟ جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "ان پر اپنا مال خرچ کرو اور وہ جو تجھے حکم دیں اس کی تعمیل کر لیکن شرع کے خلاف یا کفر و شرک

https:.//www.ashrafia.net

کے لیے کہیں یا نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرنے سے منع کریں یا حرام کمانے کے لیے کہیں تو ان کا حکم نہ مانیں"۔ (درمنثور)

والدین کو ستانا:

ماں باپ کی نافرمانی اور ایذاءرسائی گناہِ کبیرہ ہے۔ جب کہ ان کے سامنے اُف کرنا یا تیز نظر سے دیکھنا بھی ستانے میں شامل ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "کسی کو ماں باپ کی گالی دینا بھی گناہِ کبیرہ میں شامل ہے کیونکہ ایک شخص دوسرے شخص کو گالی دے گا تو پہلا شخص بھی دوسرے کو پلٹ کر گالی دے گا، اس طرح گالی دینے والے نے پہلے گالی دے کر اپنے والدین پر گالی واپس لے لی"۔ مطلب یہ کہ گالی دینے والے نے اپنے ماں باپ کو گالی تو نہ دی لیکن دوسرے سے گالی دلوانے کا ذریعہ بن گیا اور وہ اپنے والدین کو خود گالی دینے والا شمار ہو گیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "ماں باپ کو ستانے کے علاوہ تمام گناہ ایسے ہیں کہ جس کو خداوند کریم چاہیے معاف کر دے لیکن ماں باپ کو ستانا ایسا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو موت سے قبل بھی سزا دے گا اور آخرت میں بھی"۔ لہٰذا جو لوگ بھی اس گناہ کے مرتکب ہوں وہ فوراً توبہ کریں۔ اپنے والدین سے معافی مانگ لیں اور آئندہ ان کا دل دکھانے والی اور ستانے والی کوئی بات نہ کریں اور ان سے اچھے سلوک اور محبت دلجوئی کریں۔

رضاعی والدہ کا احترام:

رضاعی ماں کا (جس عورت کا والدہ کے علاوہ دودھ پیا ہو) کا درجہ بھی تقریباً ماں کے برابر ہے۔ اس لیے کہ جو کسی عورت کا دودھ پی لے اُسے بھی ماں کے برابر سمجھے اور رضاعی ماں اس کے شوہر اور اس کی اولاد کے ساتھ حسن سلوک، اکرام واحترام سے پیش آئے اور ہمیشہ ان کی خبر گیری رکھے۔

والدین کی موت کے بعد حسن سلوک:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: "تین چیزوں کا نفع مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے۔

۱) صدقہ جاریہ

۲) ایسا علم جس سے لوگ فائدہ حاصل کرسکیں

۳) نیک اولاد، جو اس کے لیے دعا کرتی ہو"۔

صدقہ جاریہ:

صدقہ جاریہ کا مطلب یہ ہے کہ جس کا فائدہ وقتی نہ ہو بلکہ اس سے لوگ ہمیشہ فائدہ اٹھاتے رہیں۔ جیسے مسجد کی تعمیر کرا دی یا اس میں حصہ لیا، پنکھے لگوا دیئے، وضو کے لیے نل وغیرہ لگوا دیئے، مسجد یا دینی مدرسوں میں کسی طرح بھی ان کی تعمیر و ترقی میں حصہ ڈال دیا۔

علم:

ایسا علم جس سے لوگ فائدہ حاصل کرسکیں۔ کسی دارالعلوم میں تفسیر و فتویٰ کی کتابیں وقف کر دیں، کہیں سڑک بنوا دی یا کنواں کھدوا دیا۔ ایسے کاموں کا عمل کہ جس سے عوام وخواص

https:.//www.ashrafia.net

فائدہ حاصل کرتے رہیں گے، اس کے نامہ اعمال میں برابر ثواب لکھا جاتا رہے گا اور درجات بلند ہوتے رہیں گے۔

نیک اولاد (جو اس کے لیے دعا کرتی ہو):

نیک اولاد جو والدین کے لیے دعائے مغفرت اور دعائے رفع درجات کرے، اس سے والدین کو بڑا نفع پہنچتا رہے گا۔ اولاد کی دُعا مرنے والے کے نامہ اعمال میں شامل کر لی گئی ہے اور اسے بھی صدقہ جاریہ قرار دے دیا گیا۔ ہمیں چاہیے کہ کم از کم ہر نماز کے بعد ماں باپ کے لیے دعا کریں۔ دعا کی افادیت سے کون انکار کر سکتا ہے۔ آسمان اور زمین کو مسخر کرنے والا انسان خداوند کریم کی مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ اس اپنے خداوند کریم سے ہر وقت دعا گو رہنا چاہیے اور ان کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرنا چاہیے اور ان کے بعد ان (اولاد) کو اچھی باتوں پر عمل کرنا چاہیے۔ ان کے عہد کو نافذ کرے جس کی تکمیل وہ چاہتے تھے۔ وہ صلہ رحمی کرنا چاہیے جو صرف والدین کے تعلق سے ہو اور ان کی رضا کے لیے ہو اور ان سے میل جول رکھنے والوں کا احترام کرنا چاہیے۔

والدین کی قبر پر جانے کے بھی تاکید کی گئی ہے تاکہ قبرستان جا کر عبرت حاصل ہو اور اپنی موت بھی یاد رہے۔ ماں باپ کی قبر پر حاضر ہو کر کچھ نہ کچھ پڑھ کر ایصالِ ثواب کریں۔

ایک حدیثِ مبارکہ میں ارشادِ پاک ہے کہ: ''جو شخص جمعہ کے روز اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے اور اس کے پاس سورۂ یٰس پڑھے بخش دیا جائے''۔

(اَلْکَامِل لابن عَدِی، ج:۶، ص:۲۶۰)

ایک حدیث میں ہے کہ: ''مرنے والے کا درجہ جنت میں بڑھ جاتا ہے تو وہ کہتا ہے: یہ درجہ کیسے بڑھ گیا؟ تو اس کو بتایا جاتا ہے کہ: ''**تیرے لڑکے نے تیرے حق میں مغفرت طلب کی تھی وجہ سے بڑھا**''۔

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت شاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحٰی ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم
ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خِلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالقِ حُسن و ادا کی قسم
وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم
ترا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں ترا محرمِ راز ہے رُوحِ امیں
تُو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم
یہی عرض ہے خالقِ ارض و سماوہ رسول ہیں تیرے میں بندہ ترا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کی صفا کی قسم
تُو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا ہے تجھی پہ بھروسا تجھی سے دعا
مجھے جلوۂ پاکِ رسول دِکھا تجھے اپنے ہی عزّ و علا کی قسم
یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضاؔ کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہُدیٰ مجھے شوخیِ طبعِ رضاؔ کی قسم

https:.//www.ashrafia.net

عرفانِ شریعت

فقہی سوالات کے جوابات

ماہِ ربیع الاوّل کے مسائل و احکام

حضرت علامہ مفتی سعید احمد اشرفی دامت برکاتہم العالیہ

سوال: میلاد کیا ہے؟ کیا مسلمانوں میں کوئی مخصوص اور شرعاً مقرر کی گئی عبادت ہے؟

جواب: میلاد کوئی مخصوص کردہ مقررہ عبادت نہیں ہے۔ یہاں تک کہ قرآن وحدیث میں صاف صاف دوٹوک الفاظ میلاد میں منانے یا نا منانے کا حکم نہیں بلکہ قرآن وحدیث اور نبی پاک ﷺ کے عمل اور صحابہ کرام اہل بیت کے اقوال و عمل میں غور کیا تو واضح ہوا کہ حضور نبی پاک ﷺ کی ولادت کی مناسبت سے اچھے، جائز طریقوں سے شکر ادا کرنا، ذکرِ نبی کرنا، صحیح طریقے سے خوشی کا اظہار کرنا میلاد کہلاتا ہے۔

(ماخذ حول الاحتفال، ص:۱۳ تا ۳۵،، حسن المقصد، ص:۱۹۶)

سوال: میلاد میں کیا کیا کام شامل ہوتے ہیں؟

جواب: جلسے، جلوس، جھنڈے، عمدہ لباس، عبادت، ذکر و اذکار، درود کی کثرت، روزہ، نوافل، عبادت، ذکر، حمد ونعت تحریر وتقریر، صدقہ وخیرات وغیرہ اگر نبی پاک ﷺ کی ولادت کی مناسبت سے ہوں صحیح طریقے سے ہوں تو یہ سب میلاد میں شامل ہیں۔ (ماخذ حول الاحتفال، ص:۱۳ تا ۳۵)

سوال: سب سے پہلے کس نے میلاد منایا؟

جواب: سب سے پہلے نبی پاک ﷺ نے میلاد منایا۔

(حول الاحتفال، ص:۱۶)

سوال: میلاد فرض ہے یا واجب؟ کوئی نا منائے تو؟

جواب: میلاد کی اصل سنت ہے، مروجہ طریقے سے میلاد مستحب ہے، جائز وثواب ہے، فرض واجب نہیں، کسی ایک طریقے یا مختلف طریقوں سے میلاد منا سکتے ہیں تو اگر کوئی ایک طریقے سے میلاد منائے اور جلوس وغیرہ باقی طریقوں میں شرکت نا کرے مگر توہین اور بے ادبی بھی نا کرے تو اسے گستاخ یا گناہگار یا محبت نا کرنے والا نہیں کہہ سکتے۔

(ماخذ حول الاحتفال، ص:۶۳)

علامہ شامی نے فرمایا: کثرت سے درود وسلام پڑھا جائے تو بھی کافی ہے۔ (جواھر البحار، ج:۳، ص:۳۴۰)

سوال: اسلام کے مرکز مکہ و مدینہ میں میلاد نہیں منایا جاتا آپ لوگ کیوں مناتے ہو؟

جواب: موجودہ قسم کی حکومت سے پہلے حرمین شریفین میں

https:.//www.ashrafia.net

میلاد منایا جاتا تھا۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی جو تھانوی گنگوہی وغیرہ علماء دیوبند کے مرشد ہیں فرماتے ہیں: تمامی حرمین کے لوگ میلاد مناتے ہیں ہمارے لیے یہی حجت کافی ہے۔ (شمائم امدادیہ، ص:۸۰)

محدث کبیر علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ اچھا عمل (یعنی میلاد) ہمیشہ سے حرمین شریفین یعنی مکہ مصر، یمن و شام تمام بلاد عرب اور مشرق و مغرب کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے اور وہ میلاد النبی ﷺ کی محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں۔

(المیلاد النبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

سوال: ۱۲/ربیع الاوّل تو یومِ وفات ہے اور آپ لوگ اسی دن خوشیاں مناتے ہیں اور اسے محبت کا نام دیتے ہیں؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور وفات کے حوالے سے روایات پیش خدمت ہیں۔

حضرت سیدنا ابن عباس اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت پیر کے دن بارہ ربیع الاوّل میں ہوئی (البدایہ والنہایہ، ج:۳،ص:۳۷۵، سیرت ابن ھشام، ج:۱،ص:۵۸)

(فتاوی رضویہ، ج:۲۶،ص:۴۱۱)(سیرت رسول مصنف: مفتی شفیع دیوبندی ص:۳۶)

سبل الھدیٰ، تاریخ طبری، دلائل النبوۃ، عیون الآثار، زرقانی مستدرک، حاکم وغیرہ کی کتب میں یہی بات لکھی ہے وفات اور نبی پاک ﷺ کی وفات ۲/ربیع الاوّل میں ہوئی۔

(البدایہ والنہایہ ج:۲،ص:۲۲۸)(فتح الباری شرح بخاری، ج:۸،ص:۴۷۳)

(مرقاۃ شرح مشکاۃ ج:۱۱،ص:۲۳۸)

کچھ کتابوں میں لکھا ہے کہ وفات بھی بارہ ربیع الاوّل میں ہوئی مگر علماء محققین کی تحقیق ہے کہ وفات بارہ کو ثابت نہیں حتیٰ کہ دیوبندیوں کے معتبر عالم اشرف تھانوی نے بھی لکھا کہ وفات بارہ کو ثابت نہیں۔ (نشر الطیب، ص:۲۴۱، سبل الھدیٰ ج:۱۲،ص:۳۰۵)

امام اہلسنت حضرت شاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: تحقیق یہ ہے کہ حقیقتاً حسبِ رویت مکہ معظمہ ربیع الاوّل شریف کی تیرویں تھی۔

(نطق الھلال، فتاوی رضویہ، ج:۲۶،ص:۴۱۷)

دیکھا آپ نے کہ وفات بارہ کو ثابت نہیں، پھر بالفرض بارہ کو وفات ہو تو بھی میلاد پر فرق نہیں پڑے گا، کیونکہ ایک ہی دن وفات ہو اور اس کو خوشی کا دن عید بھی کہا جائے یہ حدیث پاک سے ثابت ہے، جمعہ کے کو سیدنا آدم علیہ السلام کی وفات ہے اور اسی جمعہ کے دن کو نبی پاک ﷺ نے عید بھی فرمایا۔

سوال: میلاد دور نبوی میں نہیں تھا، خلفاء راشدین صحابہ کرام تابعین کے دور میں نہیں تھا تو یہ بدعت ہوا؟ بدعت کیوں نہیں، بدعت کیا ہے؟

جواب: میلاد ایک طریقے سے خود نبی پاک ﷺ نے منایا صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، اولیاء، علماء، اسلاف نے منایا ہے، لہٰذا میلاد دور نبوی میں بھی تھا، دور صحابہ میں بھی تھا، دور تابعین میں بھی تھا، خلفائے راشدین کے دور میں بھی تھا، میلاد

https:.//www.ashrafia.net

کی اصل قرآن احادیث سنت سے ثابت ہے اور میلاد کا کوئی ایک طریقہ مقرر نہیں اس لیے میلاد کے مروجہ نئے طریقے بھی جائز و ثواب کہلائیں گے۔ حدیث پاک میں ہے کہ: وما سکت عنه فهو مما عفا عنه ترجمہ: ''جس چیز کے متعلق قرآن واحادیث میں خاموشی ہو (مطلب دوٹوک حلال یا دوٹوک حرام نہ کہا گیا ہو) تو وہ معاف ہے، جائز ہے''۔ (ابن ماجہ، حدیث: ۳۳۶۸)

یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ بہت کتابوں میں ہے حدیث پاک میں ہے من سن في الإسلام سنة حسنة، فعمل بها بعده، كتب له مثل أجر من عمل بها، ولا ينقص من أجورهم شيء ''جس نے اسلام میں اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کے بعد جو اس پر عمل کرے گا ان سب کا ثواب اسے ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں بھی کمی نا آئے گی''۔

(مسلم شریف، حدیث نمبر: ۱۰۱۷)

یہ حدیث پاک ابن ماجہ سنن نسائی وغیرہ بہت کتابوں میں بھی ہے۔ ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ عبادت وہ نیک کام جس کا کوئی ایک طریقہ مقرر نا ہو تو اس کے نئے طریقے بدعت نہیں بلکہ اس کے نئے پرانے سب طریقے جائز ہیں۔ ہاں! جس کام جس عبادت کے طریقے اسلام نے متعین و مخصوص کردیے ہیں ان میں نیا طریقہ نکالنا ٹھیک نہیں، جیسے نماز، روزے کے نئے طریقے نکالنا ٹھیک نہیں مگر صدقہ وخیرات، ذکرواذکار، درود، میلاد، فاتحہ وغیرہ کے نئے پرانے سب طریقے جائز ہیں بشرطیکہ اسلام کے کسی اصول کے خلاف نا ہوں۔

سوال: آپ نے کہا کہ میلاد کی اصل ثابت ہے تو قرآن و سنت سے وہ اصل کے دلائل پیش کیجیے؟

جواب: علمائے کرام نے باقاعدہ میلاد پر کتابیں لکھی ہیں اور قرآن وسنت سے کئی دلائل پیش کیے ہیں، یہاں تمام دلائل کا تذکرہ ممکن نہیں، چند دلائل پیش ہیں۔

دلیل نمبر ۱: وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔ (سورۃ الوالضحیٰ، آیت: ۱۱)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی نعمت ہیں۔ (بخاری شریف، ج: ۲، ص: ۳۱)

میلاد میں اللہ کریم کی عظیم نعمت یعنی حضرت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چرچہ ہی تو ہوتا ہے۔

دلیل نمبر ۲: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا

(سورۃ الیونس، آیت: ۵۸)

ترجمہ: کہہ دیجیے اللہ کے فضل و رحمت اور اسی پر خوشی کرنا چاہیے۔

میلاد میں اللہ کی عظیم رحمت اور اللہ کی عظیم نعمت خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔

دلیل نمبر ۳: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بار ایک طریقے سے میلاد منایا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیر کے دن روزہ رکھنے کی وجہ پوچھی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ دن میری ولادت کا دن ہے''۔ (مسلم شریف، ج: ۱، ص: ۳۶۸)

یہ حدیث بے شمار کتابوں میں ہے۔ ..... (بقیہ صفحہ نمبر: ۴۸)

https://www.ashrafia.net

خواتین کا صفحہ

سیدہ بنت حکیم سید اشرف جیلانی

جانِ کونین ﷺ کی پھوپھی صاحبہ **حضرت برہ بنت عبد المطلب** رضی اللہ عنہا

جانِ کونین ﷺ کی چچازاد بہن **حضرت دُرّہ** رضی اللہ عنہا

جانِ کونین ﷺ کی چچازاد بہن **حضرت اُم الفضل بنت حمزہ** رضی اللہ عنہا

حضرت برہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا:

یہ جانِ کونین ﷺ کی پھوپھی تھیں۔

ولادت:

مکہ مکرمہ میں حضرت عبد المطلب کے گھر پیدا ہوئیں۔

شادی:

ان کی شادی عبد الاسد بن جلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم قرشی سے ہوئی۔

اولاد:

ان کے ایک بیٹے ابو سلمہ عبد اللہ تھے۔ یہ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں میں سے تھے۔ ایک روایت کے مطابق گیارہویں مسلمان تھے ان کی شادی ہند نامی خاتون سے ہوئی جو اُم سلمہ کہلائیں۔ یہی اُم سلمہ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی رحلت کے بعد جانِ کونین ﷺ کے نکاح میں آئیں اور اُم المؤمنین کے رتبے سے سرفراز ہوئیں۔ ابو سلمہ رضی اللہ عنہا کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔

بیٹے:

(۱) عمر (۲) اور سلمہ

بیٹیاں:

(۱) زینب (۲) اور دُرّہ

یہ سب مشرف بہ اسلام ہوئے۔

حضرت دُرّہ رضی اللہ عنہا:

آپ جانِ کونین ﷺ کی چچازاد بہن تھیں۔ باپ ابی لہب اسلام کا سخت دشمن تھا۔ جانِ کونین ﷺ کی مخالفت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی مذمت میں سورۃ اللہب نازل فرمائی لیکن بیٹی کو اللہ تعالیٰ نے زیورِ اسلام سے آراستہ کیا، صحابیت کے تاج سے سرفراز ہوئیں۔

شادی:

آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح جانِ کونین ﷺ کے چچازاد بھائی نوفل بن حارث سے ہوا۔

اولاد:

ان کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے (۱) عتبہ (۲) ولید اور (۳) ابو مسلم عطا فرمائے۔ ان کے سسر نے غزوۂ خندق کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ہجرت کا بھی شرف حاصل کیا۔

علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ: جب آپ مدینہ منورہ پہنچیں تو رافع بن معلی زرقی کے گھر اتریں۔ بنوزریق کی عورتوں نے ان کو ان کے باپ ابی لہب کے کفر کا طعنہ دیا اور کہا کہ: تم اُسی ابی لہب کی بیٹی ہو جس کی مذمت میں سورۃ اللھب نازل ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا کو بہت افسوس ہوا، بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شکایت کی۔ جانِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تسلی دی اور نمازِ ظہر ادا فرما کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا: ''لوگو! تم میں سے بعض میرے خاندان کے بارے میں میری دل آزادی کرتے ہیں حالانکہ خدا کی قسم! میرے اقرباء کو میری شفاعت ضرور پہنچے گی، یہاں تک کہ صد، حکم اور سلہب (تین قبائل جب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوری کی قرابت داری تھی) بھی اس سے مستفید ہوں گے''۔

آپ سے کئی احادیث مروی ہیں جن میں دو مشہور ہیں۔

ایک مرتبہ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: لوگوں میں بہتر کون ہے؟ آپ جانِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس میں تقویٰ زیادہ ہو، جو لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم کرتا ہو اور برے کاموں سے روکتا ہو اور صلہ رحمی کرتا ہو''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کسی مردہ کے افعال کے بدلے کسی زندہ کو اذیت نہیں دی جاسکتی''۔

عادت:

حافظ ابن حجر نے ''الاصابہ'' میں لکھا ہے کہ: حضرت دُرّہ نہایت فیاض تھیں اور مسلمانوں کو کھانا کھلایا کرتی تھیں۔

وفات:

ان کی وفات کا کتبِ سیر میں کچھ ذکر نہیں ملتا۔

حضرت اُم الفضل بنت حمزہ رضی اللہ عنہا:

بعض اہل سیر نے حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی ایک اور بیٹی حضرت اُم الفضل رضی اللہ عنہا کا ذکر بھی کیا ہے اور لکھا ہے کہ انہیں بھی شرفِ صحابیت حاصل ہوا۔ (تذکرہ صحابیات)

جھنڈے اور جلوس

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سُوئے مدینہ ہجرت فرمائی اور مدینہ طیبہ کے قریب "مَوضَعِ غَمِیم" میں پہنچے تو بریدہ اسلمی، قبیلہ بنی سَہم کے ۷۰ سوار لے کر سرکارِ نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ گرفتار کرنے آئے، مگر سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ فیض آثار سے خود ہی محبتِ شاہِ اَبرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گرفتار ہو کر پورے قافلے سمیت مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

اب عرض کی: **''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مدینہ منورہ میں آپ کا داخلہ پرچم کے ساتھ ہونا چاہیے''۔**

چنانچہ اپنا عمامہ سر سے اُتار کر نیزے پر باندھ لیا اور حبیبِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آگے روانہ ہوئے۔

(وَفاءُ الْوَفا، ج:۱، ص:۲۴۳)

https:.//www.ashrafia.net

طب و صحت

ہڈیاں مضبوط کیسے ہوں؟

محترمہ زہرہ ناصر صاحبہ

ہمارے جسم میں ۲۰۶ ہڈیاں ہوتی ہیں، جن کے ریشے یا بافتیں سخت اور ٹھوس ہوتی ہیں۔ ان ہڈیوں پر مشتمل ہمارے جسم کے ڈھانچے سے عضلات یا پٹھے چمٹے ہوتے ہیں۔

ہماری ہڈیاں لحمیات، شکر، معدنی نمک اور دیگر اجزا سے بنی ہوتی ہیں۔ ہڈیوں کی زندہ بافتیں خون کے خلیات تیار کرنے کے علاوہ کیلشیم اور فاسفیٹ جیسے معدنی اجزا کا خزانہ بھی ہوتی ہیں۔

ہڈیوں کی فکر کم ہی لوگ کرتے ہیں۔ چناں چہ ہم بے فکر ہو کر خوب کھیلتے، کودتے اور سرگرم زندگی گزارتے ہیں۔ فکر اس وقت کی جاتی ہے جب یہ زخمی ہوتی یا ٹوٹتی ہیں۔ جسم کے اس مضبوط ڈھانچے کی فکر کرنا بہت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلی فکر والدین کو کرنی چاہیے، یعنی انہیں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ وہ بچوں کو ہڈیاں مضبوط بنانے والی غذائیں فراہم کریں اور بچوں کی بڑھوتری کی عمر میں یہ خیال بھی رکھیں کہ وہ کھیل کود اور بھاگ دوڑ میں احتیاط برتیں۔ ان کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ خود بچوں میں بھی ہڈیاں مضبوط اور مستحکم رکھنے کا شعور پیدا کریں، کیوں کہ یہ لڑکوں اور لڑکیوں میں ایک خاص عمر تک بڑھتی اور ٹھوس ہوتی ہیں۔

لڑکوں کی ہڈیاں ۲۰ سال کی عمر تک مضبوط ہوتی ہیں اور لڑکیوں کی ہڈیوں کی مضبوطی اور تعمیر کا سلسلہ ۱۸ سال کی عمر تک جاری رہتا ہے، اس لیے دونوں کی ہڈیوں کی تعمیر پر پوری توجہ دینا بہت ضروری ہے۔ دونوں میں ہی شروع سے اپنی ہڈیوں کی تعمیر اور توجہ کی اہمیت کا احساس موجود ہونا چاہیے۔

ان میں ورزش کی اہمیت کا شعور پیدا کرنا بہت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں مختلف قسم کے کھیل باقاعدگی سے کھیلنے چاہئیں کیوں کہ اگلے مرحلوں میں وہ مضبوط ہڈیوں اور جسم کے بغیر زندگی کی دوڑ میں پورے اعتماد کے ساتھ حصہ نہیں لے سکتے۔

خاص طور پر لڑکیوں کی توجہ اپنی ہڈیوں کی صحت پر زیادہ ہونی چاہیے، کیوں کہ لڑکوں کے مقابلے میں آگے چل کر ۳۵ سے ۴۰ سال کے بعد ان کی ہڈیوں کے گھلنے یا ان کے بوسیدہ ہونے کا مرحلہ بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ ہڈیوں کی بوسیدگی کا عمل مردوں میں بھی پریشان کن ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لیے ورزش

https:.//www.ashrafia.net

کھیل کود کی عمر کے بعد بھی جاری رکھنی چاہیے۔ ان میں پیدل چلنے اور دوڑنے جیسی ورزش ہڈیوں کی مضبوطی کے لیے بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ ایسی ورزشیں بھی مفید ہوتی ہیں جن میں ہڈیوں پر وزن پڑتا ہے۔

غذا اور ہڈیاں:

مضبوط ہڈیوں کی تعمیر میں غذا کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ غذا سے آپ کی صحت کا بڑا اہم تعلق ہے، بلکہ یہ درست ہے کہ آپ وہی کچھ ہوتے ہیں جو آپ کھاتے ہیں۔ آپ کی غذا میں وہ تمام چیزیں شامل ہونی چاہئیں، جن سے ہڈیاں مضبوط اور صحت مند رہتی ہیں اور انہیں نقصان پہنچانے والی تمام غذاؤں سے دور رہنا چاہیے۔ ہڈیوں کے لیے مفید غذائیں آپ کی جلد، بالوں اور ناخنوں وغیرہ کے لیے بھی مفید ثابت ہوتی ہیں۔

ہڈیوں کی تعمیر کیلشیم سے ہوتی ہے۔ عمر کے ابتدائی حصے کے علاوہ کیلشیم بعد کی عمر میں بھی ہڈیوں کے لیے بہت ضروری ہوتا ہے، کیوں کہ ان کی تعمیر کا سلسلہ زندگی بھر جاری رہتا ہے۔ ہڈیاں دراصل ایک زندہ شے ہیں، ان میں ٹوٹ پھوٹ اور تعمیر دونوں ہی سلسلے جاری رہتے ہیں۔ ہڈیوں کی تعمیر کرنے والے خلیات عظم ساز خلیات (osteoblasts) کہلاتے ہیں۔ جسم میں کیلشیم کی کمی کی صورت میں یہ خلیات ہڈیوں سے کیلشیم حاصل کر کے جہاں اس کی ضرورت ہوتی ہے فراہم کرتے ہیں۔ ماں بننے والی خواتین کی غذا میں کمی کی صورت میں بچے کی ہڈیوں کی تعمیر کے لیے یہ خلیات ماں کی ہڈیوں سے کیلشیم حاصل کرتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انسانی جسم اور خاص طور پر ماؤں کے لیے کیلشیم کتنا اہم ہوتا ہے۔

کیلشیم کے اہم قدرتی ذرائع:

کیلشیم حاصل کرنے والے اہم ذرائع دودھ اور اس سے تیار ہونے والی اشیا ہیں۔ دودھ کے علاوہ دہی، پنیر، کھویا، آئس کریم اور انڈوں کی سفیدی سے زیادہ ان کی زردی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ دودھ پسند نہ کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ آئس کریم سے اپنے بدن کو کیلشیم فراہم کریں یا کھوئے سے بنی مٹھائیاں معالج کے مشورے سے استعمال کریں، کیوں کہ مٹھائیوں میں شکر زیادہ ہوتی ہے، جس سے دوسری تکالیف اور امراض لاحق ہو سکتے ہیں۔ ان میں مٹاپے کے علاوہ ذیابیطس کا مرض قابل ذکر ہے۔

کیلشیم کا ایک اور اہم ذریعہ سبزیاں ہوتی ہیں، جن سے اکثر بچے اور نوجوان بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ماہرین سبزیوں کے استعمال پر زور دے رہے ہیں، کیوں کہ یہ کیلشیم کے علاوہ صحت اور جسم کی تعمیر کے لیے بہت ضروری ہوتی ہیں۔ سبزیوں میں پالک، سرسوں، میتھی شلجم، مولی اور چقندر کے پتوں کے علاوہ گوبھی قابل ذکر ہے۔ سبزیوں کے علاوہ روغنی بیج یعنی بادام، اخروٹ، پستے، کاجو مونگ پھلی، تل، لوکی اور پیٹھے کے بیج بھی کیلشیم کی فراہمی کا اہم ذریعہ ہوتے ہیں۔ انہیں نمک مرچ لگائے بغیر اچھی طرح چبا کر کھانا چاہیے۔

https:.//www.ashrafia.net

پیاز کو نہ بھولیے:

لہسن کی طرح پیاز بھی انسانی صحت کے لیے بہت مفید ہے۔ ان دونوں کی بو نا قابل برداشت ہوتی ہے، اس لیے انھیں کچا کھا کر محفلوں میں نہیں جانا چاہیے۔ ہمارے کھانوں کی تیاری میں یہ دونوں چیزیں بہ کثرت استعمال ہوتی ہیں۔ پیاز ہڈیوں میں کیلشیم کے جذب کرنے کے عمل میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے کئی علاقوں میں پیاز سالن کا کام دیتی ہے۔ اس کے علاوہ اسے بہ طور سلاد مختلف سبزیوں کے ساتھ شامل کر کے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سرخ گوشت:

سرخ گوشت کیلشیم کی فراہمی کا اچھا ذریعہ ہوتا ہے، لیکن اس کا کم مقدار میں استعمال مناسب اور ضروری ہے۔ اس کی جگہ مچھلی کا استعمال کیلشیم کی فراہمی کا اچھا ذریعہ ہے۔ پاکستان کو قدرت نے میٹھے پانی کی مچھلیوں کے علاوہ سمندری مچھلیوں کی کئی اقسام عطا کی ہیں۔ مچھلیاں گوشت کی طرح لحمیات کا اچھا ذریعہ ہی نہیں ہوتی، بلکہ ان کی نرم ہڈیوں سے جسم کو کیلشیم اور ان میں موجود چکنائی سے ہڈیوں میں کیلشیم جذب کرنے میں معاون حیاتین د (وٹامن ڈی) بھی خوب حاصل ہوتی ہے۔

جو کھائے چنا:

مثل مشہور ہے کہ جو کھائے چنا وہ رہے بنا یعنی چنا کھانے والوں کی صحت بنی رہتی ہے۔ رات کو پانی میں بھگوئے ہوئے مٹھی بھر چنے صبح خوب چبا کر کھانے سے، خاص طور پر بچوں کے جسم میں بڑھنے کی رفتار خوب مستحکم رہتی ہے۔ جوان اور بوڑھے بھی اس کا استعمال کر کے اپنا جسم اور ہڈیاں مضبوط رکھ سکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ چنے کا مختلف انداز میں استعمال پاکستان میں خوب ہوتا ہے۔

رنگ برنگے پھل اور سبزیاں:

سرخ رنگ کے پھل، مثلاً سیب، انار کے علاوہ گہری اودی، سبز سرخ اور زرد رنگ والی سبزیاں جسم کو دیگر مفید اجزا کے علاوہ کیلشیم بھی خوب مہیا کرتی ہیں۔ ان کے استعمال سے جسم کو جو پولی فینولز (polyphenols) ملتے ہیں، وہ ہڈیوں میں کیلشیم کے جذب کا عمل تیز اور مستعد رکھتے ہیں۔ ایسی سبزیوں اور پھلوں کے رس بھی یہی فائدے رکھتے ہیں۔ ان میں گاجر اور چقندر کے علاوہ سیب، انگور، انار، کینو، اور موسمی کا رس ملا کر پینا بھی بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ ان کے استعمال سے ہڈیاں بنانے والے خلیات کا عمل تیز ہو جاتا ہے۔ سبز چائے بھی یہی فائدے رکھتی ہے۔ پھلوں کے رس کے علاوہ ٹھنڈا خوش بودار دودھ اور لسی بھی صحت بخش مشروبات میں شمار ہوتے ہیں۔

ہڈیوں کے لیے مضر اشیاء:

انتہائی ترش اشیاء ہڈیوں کے لیے سخت مضر ہوتی ہیں۔ ان میں خاص طور پر مختلف تیزاب شامل کر کے تیار کردہ اشیاء قابل ذکر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خاص طور پر بچوں اور نوعمروں کے لیے کولا مشروبات کا استعمال مضر ثابت ہوتا ہے۔ ان میں شامل تیزاب ہڈیوں اور دانتوں کے لیے سخت مضر ہوتے ہیں۔ بعض

https:.//www.ashrafia.net

ملکوں میں ان مشروبات کی اسکولوں کی طعام گاہوں میں فروخت ممنوع قرار دی گئی ہے۔ کھانے پینے کی اشیاء میں ڈالے جانے والے تیزاب انسان خود بناتا ہے اور یہ قدرتی نہیں ہوتے۔ ان کے علاوہ تجارتی پیمانے پر تیار کی جانے والی خوردنی اشیاء میں بھی ایسے تیزاب کے علاوہ شامل کردہ کیمیائی اجزا بھی ہڈیوں کے لیے مضر ثابت ہوتے ہیں۔ ایسی اشیاء میں بعض غیر معیاری قسم کے اچار، چٹنیاں وغیرہ شامل ہوتی ہیں۔ ہڈیوں کی صحت کے لیے سبز چائے تو مفید سمجھی جاتی ہے، لیکن سیاہ چائے اور تیز کافی نقصان دہ ہے، اس لیے بالخصوص نوعمروں کے لیے ان اشیاء کا زیادہ استعمال مفید نہیں ہوتا۔ بہترین غذائیں اور مشروبات وہی ہیں جو قدرتی حالت میں دستیاب ہوں، مثلاً تازہ سبزیاں، پھل، گوشت، دودھ، دہی اور مچھلی وغیرہ۔ بڑھتے ہوئے بچوں کو ابتدا سے ہی ایسی بازاری اشیاء استعمال نہیں کرنی چاہئیں جو چٹ پٹی تو ضرور ہوتی ہیں، لیکن ہڈیوں کے لیے خاص طور پر مضر ثابت ہوتی ہیں۔

آپ اوپر بالخصوص ہڈیوں کے لیے ورزشوں کی افادیت کے بارے میں پڑھ آئے ہیں۔ ورزش صرف ہڈیوں ہی کا تحفظ نہیں کرتی، بلکہ مٹاپے سے محفوظ رکھ کر آپ کو دیگر کئی پیچیدہ امراض سے بھی محفوظ رکھتی ہے، اس کا سلسلہ بڑھاپے میں بھی جاری رکھنا چاہیے۔

ہڈیوں کی صحت اور توانائی کے لیے خاص طور پر حیاتین دکی افادیت مسلمہ ہے۔ جن مفید غذاؤں کی تفصیل آپ پڑھ آئے ہیں ان میں یہ حیاتین قدرتی طور پر موجود ہوتی ہے۔ یہ حیاتین ہڈیوں میں کیلشیم کے جذب ہونے میں معاون ثابت ہوتی ہے اس حیاتین کا ایک اہم ذریعہ دھوپ ہے۔ دن میں کم از کم ۱۵ منٹ تک جسم پر دھوپ پڑنے سے جلد کے نیچے یہ حیاتین تیار ہوتی ہے۔

دنیا بھر میں ہڈیوں کی بوسیدگی یا گھلاؤ کا مسئلہ بڑھتا جا رہا ہے یہ شکایت خاص طور پر خواتین کو بہت تنگ کرتی ہے۔ اس سے بچنے کے لیے غذائی تدابیر کے علاوہ ورزش کی بڑی اہمیت ہے۔ ہماری ہڈیاں اسی طرح مضبوط رہ سکتی ہیں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں! اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (پارہ: ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت: ۴۰)

اس آیت کے تحت حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی اشرفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ کا آخری نبی ہونا قطعی ہے، نص قرآنی بھی اس میں نازل ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث جو حدِ تواتر تک پہنچتی ہیں، ان سب سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ سب سے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جو حضور ﷺ کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے، وہ ختمِ نبوت کا منکر، کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ (کنز الایمان مع تفسیر خزائن العرفان، ص: ۹۳)

https:.//www.ashrafia.net

تبصرہ

"دم اور تعویذ کا شرعی حکم"

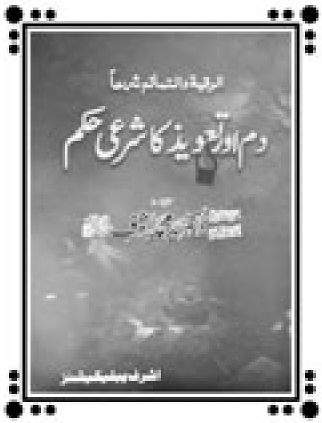

ریسرچ اسکالر: سید محمد اظہار اشرف جیلانی

کتاب کا نام: دم اور تعویذ کا شرعی حکم

مصنف: فخر المشائخ ابو المکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی

اشاعت: ۳/دسمبر ۲۰۲۳ء

ناشر: اشرف پبلیکیشنز

"دم اور تعویذ کا شرعی حکم" ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی کی ایک اہم تصنیف ہے جو اسلامی شریعت کے تناظر میں دم (پھونک مارنے) اور تعویذ (وہ کاغذ یا تختی جس پر اعداد یا اسمائے الٰہی لکھ کر حصول مراد طلب کی جائے) کے شرعی احکام پر تفصیل سے روشنی ڈالتی ہے

یہ کتاب فقہی مسائل، شرعی رہنمائی، اور جدید دور کے تقاضوں کے لحاظ سے ایک جامع مطالعہ فراہم کرتی ہے۔ اس کتاب میں حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے مستند دلائل سے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ دم اور تعویذ کے ذریعے شفاء حاصل کرنا کوئی نیا طریقہ نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی سیرت مبارکہ میں کئی مقامات پر اس کا ذکر ملتا ہے

کتاب کا مقصد:

دور حاضر میں بدعقیدہ افراد کا دم اور تعویذ کے ذریعے شفاء حاصل کرنے کو غیر شرعی عمل قرار دینا اور جھوٹے عاملوں کا تعویذات کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دینے کی وجہ سے عوام الناس کے دلوں میں غلط فہمیاں پیدا ہونا۔ پریشان حال لوگوں کی پریشانی میں اور اضافے کا سبب بنتا چلا جا رہا ہے۔ جس کے بارے میں علمی اور تحقیقی معلومات کا ہونا بہت ضروری تھا اسی لیے حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے اس کتاب میں علمی اور تحقیقی انداز سے ہر سوال کا بڑے احسن طریقے سے جواب دیا ہے۔

دم کا شرعی حکم:

ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے اس کتاب میں دم کی تعریف اور اس کے جائز استعمال پر مفصل بحث کی ہے۔ انہوں نے وضاحت کی ہے کہ دم کیا ہے، کس صورت میں اس کا استعمال جائز ہے، اور اس کے شرعی اصول کیا ہیں۔ اس کا قرآن و سنت کی روشنی میں کس طرح عمل کیا جا سکتا ہے اور اس کے جائز و ناجائز پہلوؤں پر دلائل دیے گئے ہیں۔

تعویذ کا شرعی حکم:

تعویذ کی شرعی حیثیت پر بھی کتاب میں گہرائی سے بات کی گئی

ہے۔فخر المشائخ ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے تعویذ کے مختلف اقسام، اس کے جائز اور ناجائز استعمالات، اور شرعی حدود و قیود پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ انہوں نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ تعویذ کے استعمال میں کس طرح شرعی اصولوں کی پیروی کرنی چاہیے۔

فقہی تفصیلات:

کتاب میں فقہی تفصیلات کے ساتھ ساتھ مختلف مکاتب فکر کی آراء کا تجزیہ بھی کیا گیا ہے اور اس بات پر توجہ دی گئی ہے کہ مختلف مکاتب فکر دم اور تعویذ کے مسائل پر کس طرح مختلف رائے رکھتے ہیں۔ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے قرآن و سنت کی بنیاد پر علمی دلائل فراہم کیے ہیں جو کہ ہر مکتبہ فکر کے لیے قابلِ قبول ہیں۔

معاصر مسائل اور رہنمائی:

مصنف نے موجودہ دور میں دم اور تعویذ کے استعمال پر بھی روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ شریعت کے اصولوں کے مطابق جدید مسائل کا حل کیسے نکالا جا سکتا ہے۔ اس سے قارئین کو موجودہ دور کی پیچیدگیوں کے باوجود صحیح شرعی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

تحقیقی اور علمی معیار:

کتاب میں تحقیقی اور علمی معیار بہت بلند ہے اور فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے شرعی احکام کی وضاحت اور تشریح میں بڑی مہارت کا مظاہرہ کیا ہے۔ ان کی تحریر میں گہرائی، تحقیق اور منطقی استدلال ہے جو کہ قارئین کو مسئلے کی تمام جہتوں کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتی ہے۔

خلاصہ:

"دم و تعویذ کا شرعی حکم" فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی کی ایک معیاری تصنیف ہے، جو اسلامی فقہ اور شریعت کے تناظر میں دم اور تعویذ کے مسائل پر تفصیل سے روشنی ڈالتی ہے۔ یہ کتاب نہ صرف شرعی احکام کو واضح کرتی ہے بلکہ موجودہ دور کی ضروریات کے مطابق رہنمائی بھی فراہم کرتی ہے، جو کہ ہر مسلمان کے لیے ایک قیمتی ذریعہ ہے۔

ختمِ نبوت احادیث کی روشنی میں....

"اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي"

۱) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم آقا کریم ﷺ کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ تھے"۔ (ترمذی شریف)

۲) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضورِ انور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک میں اس وقت بھی، اللہ کریم کے حضور لوحِ محفوظ میں خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لکھا تھا جب حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے"۔ (مسند امام احمد)

https://www.ashrafia.net

الاشرف نیوز

صاحبزادہ سید صابر اشرف جیلانی

سالانہ عرس امام زین العابدین رضی اللہ عنہ:

۲۴ رجولائی بروز بدھ بعد نمازِ عشاء سید یوتھ فیڈریشن کی جانب سے کھارادر میں دوسرا سالانہ عظیم الشان عرسِ حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ منعقد کیا گیا۔ اس سے خصوصی خطاب فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں سیرتِ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے بارے میں مفصل گفتگو فرمائی اور ان کی سیرت کے پُرنور گوشوں کو اُجاگر فرمایا۔ خطاب سے قبل ثناء خوانِ رسول ﷺ نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا۔ اس موقع پر معروف اسکالر جناب شبیر ابو طالب، معروف سماجی کارکن جناب سید جنید باپو قادری و دیگر علاقہ کے معززین نے شرکت کی۔

سالانہ اجتماعات بسلسلہ عرسِ مخدومِ سمنانی قدس سرہ:

۲۶ رجولائی بروز جمعہ بعد نمازِ عشاء حلقہ اشرفیہ نیو کراچی کی جانب سے مخدومِ سمنانی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ جس سے خصوصی خطاب فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ کے خطاب سے قبل صاحبزادہ سید علی مرتضی اشرف جیلانی نے بارگاہِ سرورِ کونین ﷺ میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ خانوادۂ اشرفیہ کی دیگر شخصیات نے اس محفل میں شرکت کی جن میں: مخدوم زادہ سید محبوب اشرف جیلانی، ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی، ابوالحسنین سید اعراف اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید جہانگیر اشرف جیلانی شامل ہیں۔

۲۷ رجولائی بروز ہفتہ بعد نمازِ عشاء حلقہ اشرفیہ رنچھوڑ لائن کی زیر اہتمام جامع مسجد صابری میں عرس مبارک کے حوالے سے محفل نعت و بیان کا انعقاد ہوا۔ جناب حافظ محمد طاہر قادری، صاحبزادہ سید علی مرتضی اشرف جیلانی نے بارگاہِ رسالت ﷺ اور بارگاہِ مخدومِ سمنانی قدس سرہ میں نعت ومنقبت کا نذرانہ پیش کیا۔ خصوصی خطاب فخر المشائخ مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں حضرت مخدومِ سمنانی قدس سرہ کی ابتدائی زندگی اور خصوصاً سلطنت نوربخشیہ کے بارے میں مفصل خطاب فرمایا

https:.//www.ashrafia.net

خطاب کے بعد صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیا اور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

۲۸؍جولائی بروز اتوار بعد نمازِ عشاء حلقہ اشرفیہ کھارا در کی جانب سے سالانہ عرس مخدومِ سمنانی قدس سرہ کا انعقاد نیو میمن مسجد (بولٹن مارکیٹ) میں کیا گیا۔ نبیرۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ اکرام المصطفیٰ اعظمی اشرفی مدظلہ العالی نے محفل مبارکہ کی صدارت فرمائی۔ جناب محمود الحسن اشرفی، صاحبزادہ سید علی مرتضیٰ اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید شایان اشرف جیلانی، صاحبزادہ سید ذوالقرنین اشرف جیلانی ہدیہ نعت ومنقبت پیش کیا۔ بعدازاں حضرت فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خصوصی خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں ملفوظاتِ مخدومِ سمنانی قدس سرہ پر گفتگو فرمائی۔ آپ نے فرمایا: ''جب حضور محبوبِ یزدانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن مریدین کی مجلس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اسباب پر بھروسہ کرنے کے بجائے مسبّب الاسباب پر بھروسہ کرو یعنی جو اسباب کو پیدا کرنے والا ہے اور وہ یقیناً خالقِ کائنات اگر ہم نے اس کو راضی کرلیا اور اس کی ذات پر بھروسہ کیا تو وہ ہمیں وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں انسان کا گمان بھی نہیں پہنچتا۔ خطاب کے آخر میں آپ نے مسئلہ ختم نبوت پر بھی گفتگو فرمائی اور مبارک ثانی کیس کے بارے میں موجودہ فیصلہ جو پاکستان کی سپریم کورٹ سے ہوا ہے اس پر بھرپور احتجاج فرمایا اور عوام اہلسنت کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ یہ مسئلہ ہمارے ایمان اور ہماری جان کا مسئلہ ہے اگر اس پر کسی قسم کا سمجھوتہ کیا گیا تو یہ نہایت ہی غلط فعل ہوگا۔ محفل کے اختتام پر حلقہ اشرفیہ کھارا در کی جانب سے مختلف کارکنان کو بدستِ فخر المشائخ مدظلہ العالی **''اعزازی شیلڈ''** کا تحفہ دیا گیا۔ صاحبزادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیا اور حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

۲۸؍جولائی بروز اتوار بعد نمازِ عشاء حلقہ اشرفیہ پی۔آئی۔بی کی جانب سے کھتری جامع مسجد پی۔آئی۔بی کالونی میں عرس مبارک اور ماہانہ درسِ قرآن کی محفل کا انعقاد کیا گیا۔ جس سے خصوصی خطاب زینت المشائخ حضرت ابوالحسین حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں **''سیرتِ مخدوم سمنانی قدس سرہ''** کے مختلف گوشوں کو بیان کیا۔ خطاب سے قبل صاحبزادہ سید نجیب اشرف جیلانی نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ محفل کے اختتام پر حضرت زینت المشائخ مدظلہ العالی نے خصوصی دعا فرمائی۔

مرکزی سالانہ عرسِ اشرفیہ:

الحمدللہ! ہر سال کی اس سال بھی مرکزی سالانہ سہ روزہ عرسِ اشرفیہ حضور تارک السلطنت، محبوبِ یزدانی میر اُوحد الدین مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز نہایت عقیدت وشان وشوکت کے ساتھ پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ

https:.//www.ashrafia.net

کے سب سے بڑے مرکز درگاہِ عالیہ اشرفیہ، اشرف آباد فردوس کالونی میں منایا گیا۔

۲؍اگست بروز جمعہ بعد نمازِ فجر سے عرس مبارک کی تقریبات کا آغاز شروع ہوا۔ بعد نمازِ فجر غسلِ مزار مبارک ہوا۔ جس میں خانوادۂ اشرفیہ کے افراد نے شرکت کی۔ بعد نمازِ جمعہ قرآن خوانی کا اہتمام جامعہ طاہر اشرف کے طلبہ وطلبات نے تلاوتِ کلامِ مجید کی۔ بعد نمازِ عصر جلوسِ چادر وگاگر شریف ہوا جس کی قیادت سجادہ نشین درگاہِ عالیہ اشرفیہ حضور فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے فرمائی، پہلے مزاراتِ مبارکہ پر چادر پوشی اور گل پوشی ہوئی بعدازاں حضرت فخر المشائخ مدظلہ العالی نے آنے والے زائرین وزائرات کے لیے دعا فرمائی۔ دعا کے بعد درگاہ شریف کے صحن میں زیارتِ موئے مبارک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرائی گئی۔ بعد نمازِ مغرب تبرکاتِ خاندانی کی زیارت کرائی گئی۔ بعد نمازِ عشاء محفل میلاد شریف کا اہتمام ہوا۔ موسمی صورتِ حال کے پیش نظر درگاہ شریف کے صحن کے بجائے جامع مسجد قطبِ ربانی میں محفل کو منتقل کیا گیا تقریباً چار گھنٹے تک محفل جاری رہی۔ باہر صحن میں بادل برستے رہے، آنے جانے والوں کا ہجوم رہا اور عرسِ مخدومِ سمنانی قدس سرہ اپنی شان وشوکت کے ساتھ جاری رہا۔ اس سال خصوصی خطاب کے لیے جانشین خطیب اہلسنت حضرت علامہ مولانا کوکب نورانی دامت برکاتہم العالیہ کو مدعو کیا گیا۔ آپ نے تقریباً ایک گھنٹے مدلل گفتگو فرمائی اور عقائدِ اہلسنت سے عوام کو روشناس کرایا۔ فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے صدارتی خطاب فرمایا۔ بارگاہِ مخدومِ سمناں قدس سرہ میں نذرانۂ محبت پیش کیا اور آنے والے مہمان علمائے کرام اور زائرین کا شکریہ ادا کیا۔ نظامت کے فرائض صاحبزادہ حکیم سید اشرف جیلانی مدظلہ العالی اور صاحبزادہ سید اعراف اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے انجام دیئے۔ مخدوم زادہ سید مکرم اشرف جیلانی نے محفل کے اختتام پر صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا اور حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے دعا فرمائی۔

۳؍اگست بروز ہفتہ بعد نمازِ عشاء محفل سماع کا انعقاد ہوا۔ اس میں نجب الدین وسیف الدین قوال اور تاج محمد نیازی قوال نے عارفانہ کلام پیش کیے۔ تقریباً ۲ گھنٹے تک محفل جاری رہی اور اختتام پر لنگر کا بھی اہتمام ہوا۔

۴؍اگست بروز اتوار بعد نمازِ عصر آخری قل کا اہتمام ہوا، مغرب تک مختصر محفل سماع ہوئی جس میں محمد علی اشرفی قوال و برادران نے عارفانہ کلام پیش کیا۔ بعد از نمازِ مغرب ذکر حلقہ ہوا، جس میں لا الہ الا اللہ، اللہ ھو اور حق ھو کی تکرار کرائی گئی، کثیر تعداد میں عوام اہلسنت نے شرکت کی۔ درگاہ شریف کے صحن، مقبرہ کی پہلی منزل، محفل خانہ، جامع مسجد قطبِ ربانی کی دونوں منزلیں، اور باہر مرکزی دروازے تک زائرین کا ہجوم ہی ہجوم تھا۔ جامع طاہر اشرف کی دو منزلہ بلڈنگ میں خواتین کا ہجوم تھا۔ ذکر مبارکہ کے دوران اچانک موسم تبدیل ہوا اور بارانِ رحمت شروع ہوگئی، لیکن الحمدللہ! بارش بھی جاری رہی

https:.//www.ashrafia.net

اور محفل بھی جاری رہی، اِسی کیفیت میں فخر المشائخ ابوالمکرم ڈاکٹر سید محمد اشرف جیلانی مدظلہ العالی نے خصوصی اور اختتامی دعا فرمائی دعا کے بعد لنگر میں روایات کے مطابق بیسنی روٹی تقسیم کی گئی۔

جس کا سلسلہ نمازِ عشاء کے بعد تک جاری رہا۔

یوں تین روزہ مرکزی سالانہ عرس اشرفیہ اختتام پذیر ہوا۔

وفیات:

استاد العلماء مفتی اہلسنت حضرت علامہ سید منور علی شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ طویل علالت کے بعد وصال فرماگئے۔

اناللہ وانا علیہ راجعون

عالمِ عرب کی نامور شخصیت فضیلۃ الشیخ محمود ناصر نامی الحوت رحمۃ اللہ علیہ اچانک انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا علیہ راجعون

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ اہلسنت کی عظیم شخصیت، بہترین مدرس اور بہترین مقرر عرصہ قبل پاکستان تشریف لائے اور مشائخ کانفرنس و دیگر جلسوں سے کراچی میں خطاب فرمایا۔ اس موقع پر حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے آپ سے ملاقات بھی فرمائی۔

درگاہ عالیہ اشرفیہ میں حضور فخر المشائخ مدظلہ العالی نے ان دونوں شخصیات کے لیے فاتحہ خوانی کا اہتمام کیا۔ ہم ادارہ الاشرف کی جانب سے مرحوم کے پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں۔

اللہ رب العزت حضرت کی بخشش و مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆

بقیہ ”ماہِ ربیع الاوّل کے مسائل واحکام“

دلیل نمبر ۴: اسی طرح صحابہ کرام نے بھی روزہ رکھ کر میلاد منایا ہے۔ (دیکھیے ابو داود شریف، ج:۱، ص:۳۳۱)

دلیل نمبر ۵: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر عقیقہ ہوا تھا، اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ اپنا عقیقہ کیا جو کہ میلاد کی دلیل ہے (دیکھیے سنن کبریٰ، ج:۹، ص:۳۰۰، فتح الباری، ج:۹، ص:۵۹۵)

دلیل نمبر ۶: صحابہ کرام ایک دن محفل سجائے بیٹھے تھے اللہ کا ذکر کر رہے تھے، حمد کر رہے تھے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد و بعثت کا تذکرہ کر رہے تھے کہ اللہ کا عظیم احسان ہے تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام سے فرمایا: اللہ فرشتوں سے تم پر فخر کر رہا ہے“۔ (صحیح سنن نسائی، حدیث:۵۴۲۶)

مسند احمد طبرانی یہ وغیرہ کتب میں بھی یہ واقعہ درج ہے۔

اور بھی بہت دلائل علماء کرام نے کتابوں میں لکھے ہیں، عربی اردو میں میلاد پر کتابیں لکھی گئی ہیں، دو چار کتب تو ضرور پڑھنی چاہیے۔